أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

القرآن
سورۃ یونس
آیت : ۶۱

ترجمہ: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم کنز الایمان

افکارِ حضرت مجدد الف ثانی اور عصرِ حاضر

مرتبہ:
صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ناشر: شیرِ ربانی پبلی کیشنز
جامع مسجد قادریہ شیرِ ربانی، شیرِ ربانی روڈ، چوک شیرِ ربانی، ۲۱-ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد، لاہور۔

سلسلہ اشاعت نمبر (۲۸)

نام کتاب............................افکار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور عصر حاضر

مرتب............................صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

اشاعت............................جولائی 2004

تعداد............................ 1100

ناشر............................شیر ربانی پبلیکیشنز

زیر اہتمام............................صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ہدیہ............................دعائے خیر برائے معاونین

ملنے کا پتہ

شیر ربانی پبلی کیشنز جامع مسجد قادریہ شیر ربانی

شیر ربانی روڈ، شیر ربانی چوک، 121 ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

فہرست مضامین

بسم الله الرحمن الرحیم

مقام حضرت مجدد الف ثانیؒ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اکابرین اُمت کے اقوال کی روشنی میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"یبعث اللّٰہ رجلاً علی رأس احد عشر مایۃ سنۃ ھو نور عظیم، اسمہ اسمی، بین السلطانین الجابرین و یدخل الجنۃ بشفاعتہ رجال الوقاء".

ترجمہ: گیارھویں صدی ہجری کے شروع میں اللہ تعالیٰ دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام ہوگا، نور عظیم الشان ہوگا ہزاروں انسان اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔ (روضۃ القیومیہ)

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت غوث الاعظم سید محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو ایک جنگل میں مراقبے کے درمیان ساعت بساعت بڑھنے والا ایک نور عظیم نظر آیا۔ القاء ہوا اس نور کا صاحب وہ عزیز امت ہے جو پانچسو سال بعد ظاہر ہوگا اور ہمارے پیغمبر کے دین اسلام کی تجدید کرے گا۔ چنانچہ شہنشاہ بغداد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خرقہ مقدسہ نسبت خاصہ کے ساتھ اپنے خلیفہ و فرزند شیخ عبدالرزاق (م 632ھ/ 1334ء) کو عنائیت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ نور ظاہر ہو تو ہمارا یہ خرقہ اُس حق آگاہ تک پہنچایا جائے اور اس بزرگ ملت کو خلعت تجدید و قیومیت سے نوازا جائے یہ خرقہ نسل در نسل منتقل ہوتا آیا حتیٰ کہ شاہ سکندر قادری کیتھلی (م 1023ھ/ 1213ء) کے ذریعہ آپ تک پہنچا۔

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نے حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کی روحانی بزرگی کے متعلق اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار اس طرح کیا۔

۱۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کامل ترین اشخاص اور اس کے محبوبین میں سے ہیں۔
۲۔ آج اس آسمان کے نیچے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ان جیسا کوئی بزرگ نہیں۔
۳۔ صحابہ کرام اور کامل ترین تابعین اور مجتہدین کے بعد ان جیسے صرف چند نہایت ہی خاص اصحاب دیکھے جاتے ہیں۔
۴۔ ہم نے ان تین چار برسوں میں پیری اور مرشدی کے فرائض انجام نہیں دیئے بلکہ یہ تو ایک کھیل تھا کہ ہم چند روز کھیلتے رہے اور یہ اس کا احسان ہے کہ ہمارا یہ کھیل اور پیری و مرشدی کی یہ تجارت ضائع نہیں ہوئی کہ اس کے نتیجے میں ان جیسا کامل مرشد ظاہر ہوا۔
۵۔ یہ ایک آفتاب ہے جن کے اندر ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔
۶۔ کامل ترین قدیم اولیاء اللہ میں سے خال خال ہی ان جیسے گزرے ہوں گے۔ (ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر)

ایک مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے فرمایا کہ ہم نے بخارا اور سمرقند سے تخم معرفت حاصل کیا اور ہندوستان کی بابرکت سرزمین میں اس کی کاشت کردی طالبان حق و سالکان باطن کی تربیت ہم نے اُس وقت تک کی جب تک کہ حضرت مجدد کا معاملہ انتہا تک نہ پہنچا تھا۔ مگر جونہی ہم نے اُن کی تربیت باطنی و معنوی کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا خود کو شیخیت کے کام سے فارغ کر دیا اور طالبان و واصلان الٰہی کو اُن کے حوالے کر دیا۔ (حضرت القدس 41/2-42 درجہ 9)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہزارہ دوم کی وہ علمی و روحانی شخصیت ہیں جو کہ محتاج تعارف نہیں ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک وہند کے ان بزرگان دین میں ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں جنہوں نے اسلام کے احیاء اوراس کی سربلندی کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں آپ نے اکبراور جہانگیر جیسے جابر سلاطین کے سامنے کلمہ حق بلند کیا اور دین الٰہی اکبر شاہی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور ہزارہ دوم میں تجدید واحیائے دین کا ایسا کارنامہ سرانجام دیا جس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔آپ نے کفروشرک والحاد کاڈٹ کر مقابلہ کیا اور گمراہی میں ڈوبی ہوئی مخلوق خدا کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستے پرگامزن کردیا دوراکبری سے لے کراب تک جتنے مفکراس برصغیر میں پیدا ہوئے اوردنیا بھر میں آزادی کی جتنی تحریکیں اٹھیں وہ کسی نہ کسی صورت میں تعلیمات مجددیہ کی مرہون منت ہیں۔شاہجہان کی اسلام دوستی،اورنگ زیب عالمگیر کی حکمت عملی،حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فلسفہ،اقبال کا فلسفہ خودی ان سب کی کڑیاں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے جاملتی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتباع سنت،اصلاح طریقت وتصوف اورصراط مستقیم کی ہدایت کا جوکام حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے لیا اس کی بدولت دین کا ہر طالبعلم بالعموم اور برصغیر پاک وہند سے تعلق رکھنے والا ہر سالک راہِ تصوف ان کا احسان مند ہے۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تبلیغی مساعی جمیلہ سے ہندوؤں کی اس سازش کو ناکام بنادیا جو وہ برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کو اسلام اور ہادی اسلام ﷺ سے وابستگی اوراحترام ختم کرنے کے لئے کررہے تھے آپ نے مسلمانوں کے ملّی تشخص کو ابھارا اور مسلم قومیت کے داعی کی حیثیت سے دوقومی نظریہ کی بنیاد رکھی اور مملکت خداداد پاکستان اسی نظریے کی بنیاد پر 14 اگست 1947 کو معرض وجود میں آئی یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تحریک پاکستان اس بغاوت کی وراثت ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مغل اعظم شہنشاہ اکبر کے خودساختہ دین الٰہی کے خلاف کی تھی

بقول مولانا ابوالکلام آزاد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی بھی منجملہ ان اکابرامت کے ہے جن کی تعظیم وتوقیر توحسن اعتقاد کی بنا پر بہت کی جاتی ہے لیکن انکی زندگی کے اصل کارناموں پر پردے پڑ گئے،یعنی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم کارناموں اور آپ کی شخصیت کو جس طرح نمایاں اوراجاگر کرکے پیش کرنے کی ضرورت تھی اسے عموماً نظرانداز کردیا گیا یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ خانقاہوں اور مشائخ عظام اور سجادہ نشینان نے بھی اس طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی کاش کہ یہ قابل قدر ہستیاں اس طرف متوجہ ہوتیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں سے عوام الناس کو روشناس کرانے کے لئے حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا اور جناب جمیل اطہر سرہندی کو اس سوسائٹی کا سیکرٹری جنرل مقرر کیا گیا۔ یہ سوسائٹی عرصہ تقریباً 27 سال سے مختلف ہوٹلوں اور سنٹروں میں مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) کانفرنسوں اور سیمیناروں کا اہتمام کر رہی ہے جن میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں پر مبنی پر مغز مقالے پیش کئے جاتے ہیں ان تقریبات میں جید علماء، نامور دانشوروں اور ممتاز صحافیوں کو اظہار خیال کی دعوت دی جاتی ہے۔ ٹی وی اور ریڈیو کے نمائندگان شمولیت فرماتے ہیں اور ان کانفرنسوں اور سیمیناروں کی کارروائی کو ٹی وی ریڈیو اور اخبارات میں نشر اور شائع کیا جاتا ہے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور پیغام پوری دنیا میں پہنچ جاتا ہے اور ان تقریبات میں پڑھے جانے والے مقالوں کو کتابی صورت میں شائع کیا جاتا ہے تاکہ یہ تحقیقی دستاویزات محفوظ ہو جائیں اور ہر شعبہ زندگی کے لوگ ان سے فائدہ اٹھا سکیں نیز مقررین کی تقاریر اور مقالوں کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں اور سی ڈی تیار کر کے عوام الناس تک پہنچانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ عظیم مصلح، روحانی پیشوا اور ہزارہ دوم کے مجدد ہیں ان کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں عوام سے لے کر ارباب بست و کشاد اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں تک پہنچ جاتے ہیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت و جماعت کے سلاسل ہائے روحانی (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) کے امام و پیشوا ہیں اور ان کی تعلیمات تمام سلاسل ہائے روحانی کی تعلیمات پر محیط ہیں اس لئے ان کا عام کرنا ہر مسلمان کا دینی و ملی اور قومی فریضہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سوسائٹی ہر سال پاکستان بھر کے تمام قومی اخبارات و رسائل (اردو، انگریزی، پشتو اور گجراتی) کو اشاعت کے لئے مضامین مہیا کرتی ہے جو کہ ملک بھر کے اخبارات و رسائل میں حضرت مجدد الف ثانی کے عرس مبارک 28 صفر المظفر کے موقع پر ہر سال شائع ہوتے ہیں اور تمام قومی اخبارات و جرائد اکثر و بیشتر خصوصی نمبر شائع کرتے ہیں اس سال بھی حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی کے زیر اہتمام 17 اپریل 2004 بروز ہفتہ بوقت 4 بجے سہ پہر، ہمدرد سنٹر لٹن روڈ لاہور میں عظیم الشان مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی یہ تقریب بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں جناب مجیب الرحمٰن شامی چیف ایڈیٹر روزنامہ پاکستان، جناب جمیل اطہر سرہندی چیف ایڈیٹر روزنامہ تجارت و جرأت، جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد ڈائریکٹر شیر ربانی اکیڈمی و جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانی سمن آباد لاہور، جناب حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، نامور محقق و شیخ الحدیث جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام اور صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی صدر حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) سوسائٹی و ناظم اعلیٰ جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانی سمن آباد لاہور نے تقاریر اور مقالے پیش کئے۔ ان مقالوں اور تقاریر کو روئیداد کی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام شیر ربانی پبلی کیشنز جامع مسجد قادریہ شیر ربانی سمن آباد لاہور نے کیا ہے۔

بندہ ناچیز ان تمام حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہے جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس کے لئے اپنے پرمغز مقالوں اور تقاریر کی تیاری کی اور مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) سوسائٹی کے اراکین کی حوصلہ افزائی فرمائی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں کو اخبارات و جرائد میں شائع اور ریڈیو و ٹی وی پر نشر کر کے قومی و ملی فریضہ سرانجام دیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے تمام معاونین کو اس کار خیر میں تعاون کی احسن جزا عطا فرمائے اور اہل اسلام کو بزرگان کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں کو اجاگر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

صدر حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلام اقبال بحضور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جسکی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے ،گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار
آئی یہ صدا کہ سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کُلّہِ فقر سے ہو طرّہ دستار
باقی کُلّہِ فقر سے تھا ولولہ حق
طروں نے چڑھایا نشہ خدمت سرکار

حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

از صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ہ   اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا

(سورہ بنی اسرائیل، پارہ ۱۵، آیت ۸۱)   (کنز الایمان)

آج کی یہ تقریب حضرت امام ربانی مجددالف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور کارھائے نمایاں سے اہل اسلام کو روشناس کرانے کیلئے منعقد کی گئی ہے حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہکی تعلیمات اور کارہائے نمایاں کا احاطہ اس قلیل عرصے میں بہت مشکل ہے صرف چندگزارشات پیش کروں گا۔ پہلی بات یہ کہ حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہکو مجددالف ثانی کیوں کہا جاتا ہے؟ نبی پاک ﷺ کے ارشاد کے مطابق اِنّ اللهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَن يُّجَدِّ دُ لَهَا اَمْرَ دِيْنِهَا (سنن ابو داؤد باب مایذکر فی قرن المائة) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر سو سال کے سرے پر ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو اس کیلئے امر دین کو تازہ کریں۔ جب دنیا میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا دین اسلام میں بدعات رواج پا جائیں گی اور دین اسلام سے لوگ برگشتہ ہونا شروع ہو جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز میں ایسے شخص کو پیدا فرمائے گا جو اس بگاڑ کو اور دین اسلام کو بدعات سے پاک کرنے اور جو غیر اسلامی رسومات دین کے اندر داخل ہوگئی ہیں ان کو دور کرے گا ایسے شخص کو مجدد مِـأتـه کہا جاتا ہے یعنی سو سالہ مجدد کہا جاتا ہے اور جو آدمی ہزار سال کے بعد دین اسلام میں تجدید کا فریضہ ادا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھیجتا ہے۔ اس کے بارے میں صاحب روضۃ القیومیہ نے مقام مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہکی وضاحت میں حدیث ذیل کا ذکر کیا ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا يَبْعَثُ اللهُ رَجُلاً عَلٰى رَاْسِ اَحَدَ عَشَرَ مِائَةَ سَنَةَ ، هُوَ نُوْرٌ عَظِيْمٌ اِسْمُهٗ اِسْمِىْ ، بَيْنَ السُّلْطَانَيْنِ الْجَابِرَيْنِ وَ يَدْ خِلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ رِجَالُ الْوُفَاء " (ترجمہ) گیارھویں صدی ہجری کے شروع میں اللہ تعالیٰ دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام ہوگا، نور عظیم الشان ہوگا، ہزاروں انسان اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔

(روضۃ القیومیہ، خواجہ کمال الدین محمد احسان نقل از سیرت حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲۳۲) نبی پاک ﷺ نے یہ پیش گوئی حضرت امام ربانی مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہکے بارے میں فرمائی۔ آپ کا نام بھی احمد ہے اور نبی پاک ﷺ کا نام نامی اسم گرامی بھی احمد ہے۔

نور عظیم کے بارے میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حالت مراقبہ میں پانچ سو برس پہلے دیکھا ان کو نور عظیم الشان نظر آیا تو پھر آپ نے فرمایا کہ جب یہ نور عظیم دنیا میں تشریف لائیں تو میرا خرقہ مبارکہ ان کو پیش کر دینا چنانچہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ مبارکہ اپنے بیٹے شاہ عبدالرزاق کے سپرد کیا اور وہ خرقہ مبارکہ شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے آپ تک پہنچا دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کابل سے ہندوستان تشریف لائے تو سرہند کی سرزمین کے پاس سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس مقام پر میں نے نور عظیم الشان دیکھا ہے اس سے مراد شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو لیا گیا ہے نبی پاک ﷺ کے ارشاد کے مطابق آپ کی آمد کا ذکر دو جابر بادشاہوں کے درمیان کیا گیا ہے تو وہ بادشاہ اکبر اور جہانگیر تھے جن کے دور حکومت کے درمیان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ ﷺ کی پشین گوئی کے مطابق ان کی تبلیغ واشاعت سے جنت میں ہزاروں لوگ داخل ہوں گے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ تقریباً 9 لاکھ افراد نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور تقریباً ساڑھے پانچ ہزار تربیت یافتہ افراد کی آپ نے جماعت تیار کی جو دین اسلام کے مبلغ بنے اور فوج، انتظامیہ، علماء عدلیہ، امراء وزراء اور یہاں تک کہ دنیا کے ہر گوشے کے اندر انہوں نے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ سرانجام دیا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں بے شمار فتنے سر اٹھاتے رہے اور دین اسلام کے خاتمہ کیلئے بھگتی تحریک اور دوسری کئی تحریکیں چل رہی تھیں جن کے ذریعے دین اسلام کو ہندومت میں ضم کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جیسا کہ قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا ”یَآ یُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ“ (سورۃ تحریم، آیت نمبر ۹) ”اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ“۔ نبی پاک ﷺ کے خلق کے اندر یہ بات شامل ہے اور صاحب خلق عظیم کو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا اے نبی محترم (ﷺ) آپ منافقین اور کفار کے ساتھ جہاد کریں اور ان کے ساتھ سختی کریں چنانچہ کفار ومشرکین کے ساتھ تعاون کرنا اور ان کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھانا اس سے اللہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے اور خالق کائنات نے ان کے ساتھ سختی کا حکم فرمایا ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کی روشنی میں سنت مطہرہ کی ترویج واشاعت کیلئے جو کام کیا اس کی مثال برصغیر پاک وہند کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں جو کچھ ہو رہا تھا۔ آج کا دور بھی وہی نقشہ پیش کر رہا ہے جیسا کہ اس دور میں دین اسلام کو مسخ کرنے کی ناکام کوششیں اور سازشیں ہو رہی تھیں عصر حاضر میں بھی دین اسلام کو پامال کرنے کیلئے ناپاک ہتھکنڈے اور روشن خیالی کے نام پر وہی کچھ ہو رہا ہے۔ ابوالفضل اور فیضی جیسے علماء نے دین الٰہی کو مرتب کیا اور کلمہ توحید کو بدل دیا گیا اور بادشاہ وقت اکبر کو یہ بتایا گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی موجودگی میں اور قرآن مجید کی موجودگی میں اب کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی اکبر خلیفۃ اللہ فی الارض اور ظل

سبحانی ہے اور دین الٰہی میں کلمہ طیبہ کو بدل دیا گیا اور تمام مروجہ مذاہب کی تعلیمات کو اس میں شامل کیا گیا دین الٰہی میں سب کچھ تھا لیکن اسلام نام کی کوئی چیز نہیں تھی دین الٰہی میں سجدہ تعظیمی کو فرض قرار دیا گیا آپ نے بادشاہ کے دربار میں سجدہ تعظیمی کی مخالفت کی اور بادشاہ وقت کے سامنے سر کو نہیں جھکایا حضرت امام ربانی نے نبی پاک ﷺ کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ نے بادشاہوں، امراء، وزراء ،علماء و مشائخ کو خطوط لکھے اور مکتوبات کے ذریعے ایسا انقلاب پیدا کر دیا اور ایسی جماعت پیدا کر دی جنہوں نے دین اسلام کی عظمتوں کو بلند کرنے کیلئے بے پناہ کوششیں اور کاوشیں کیں جس سے دین الٰہی کا خاتمہ ہو گیا اور آپ نے ایک فلسفہ پیش کیا اور آج کے دور میں یہ فلسفہ کہ حکومت میں آنے اور اقتدار سنبھالنے کے بعد ہم دین اسلام کی تبلیغ کریں گے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فلسفے کو رد کیا اور آپ نے صاحب اقتدار اپنے خلفاء اور اس دور کے گورنر، انتظامیہ، عدلیہ کو یہ بات سمجھائی کہ آپ لوگ بادشاہ کے قریب ہیں اور بادشاہ حنفی المذہب ہے لہٰذا بادشاہ کو مسلک اھل سنت و جماعت کی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے شیخ فرید بخاری اور میر نعمان بدخشی اور دوسرے بڑے بڑے لوگوں کو آپ نے مکتوب لکھے اور اس میں آپ نے واضح کیا کہ ھندو اور مسلم دو قومیں ہیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے دوقومی نظریہ برصغیر پاک و ہند میں اجاگر کیا آپ نے فرمایا مسلمان ایک ملت ہیں جبکہ ہندو سکھ عیسائی اور یہودی یہ تمام دوسری ملت ہیں چنانچہ آپ نے دوقومی نظریہ کی بنیاد رکھی اور فرمایا اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَہ کفر ایک ملت ہے اور اسلام دوسری ملت ہے دوقومی نظریہ میں اسلام اور اہل اسلام سے محبت کا درس دیا گیا اور آپ نے اسلام کی تعلیمات کو اجاگر کرنے کیلئے لوگوں کو متحرک کیا اور اسلامی تشخص کو ابھارنے کیلئے آپ نے بہت زیادہ کوششیں کیں آپ نے فرمایا ہندوؤں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ان کے ساتھ رشتے ناطے کرنا اور تجارت کرنا یہ مسلمانوں کیلئے روا نہیں اور جو مسلمان ان کے ساتھ یہ تمام تعلقات استوار کر رہے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے دین اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نبی پاک ﷺ کے دین کو پامال کرنے والوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ آپ نے تحفظ ناموس رسالت کیلئے رسالہ اثبات النبوۃ لکھا جس میں یہ ثابت کیا کہ نبی پاک ﷺ کی نبوت قیامت تک کیلئے ہے اور نبی پاک ﷺ کے بعد کوئی نبی دنیا میں نہیں آسکتا اور آپ نے روافض جو کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی کرتے تھے ان کے رد میں رسالہ رد روافض لکھا اور صحابہ کرام **رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین** کے ناموس کا تحفظ کیا اور اولیاء کرام کا تحفظ کیا اور کتاب و سنت کی روشنی میں اسلامی تعلیمات بالخصوص فقہ حنفی کا آپ نے بہت زیادہ پرچار کیا اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق ہندوستان میں بسنے والے لوگ اگر وہ گمراہی سے بچنا چاہتے ہیں تو دو چیزوں پر عمل کریں ایک تو فقہ حنفی کے مقلد رہیں اور دوسرے کسی نہ کسی روحانی سلسلہ میں منسلک رہیں ورنہ گمراہ ہو جائیں گے اور جب تک شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحقیقی بات پر لوگ عمل کرتے رہے اس وقت تک مسلمانوں کے سینوں میں عشق مصطفےٰ ﷺ کی شمع فروزاں رہی اور جب سے مسلمان آزاد مسلمان کہلانا پسند کرنے لگے اور آئمہ مجتہدین کی تقلید کو چھوڑنے لگے اس وقت سے گمراہی اور بدعقیدگی نے فروغ حاصل کرنا شروع کر دیا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ اس وقت کے جاہل صوفیاء جو کہ یہ کہتے تھے کہ دل کی نماز پڑھنی چاہیئے اور دل کا روزہ رکھنا چاہیئے اور نبی پاک ﷺ کی شریعت پر گامزن ہونا ضروری نہیں ہے شریعت اور چیز ہے حقیقت اور چیز ہے معرفت اور چیز ہے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم عمل اور اخلاص یہ شریعت کے تین جزو ہیں اور طریقت شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص پیدا کرنے کیلئے یہ راستہ اختیار کیا جاتا ہے اس لئے ''طریقت، حقیقت و معرفت خادمان شریعت اند'' یعنی طریقت ،حقیقت، معرفت، نبی پاک ﷺ کی شریعت کے تابع ہیں اور جو شریعت محمدی ﷺ کی تابعداری نہیں کرتا نہ وہ صوفی بن سکتا ہے اور نہ ولی بن سکتا ہے اور نہ حقیقت و معرفت کے مقام کو حاصل کر سکتا ہے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہمہ جہت ہے آپ نے تمام غیر اسلامی رسومات کو ختم کرنے کی کوشش کی اور علماء کو دعوت دی کہ بادشاہ وقت کے سامنے کلمہ حق کو بلند کریں آپ نے عملی تصویر پیش کی اور اکبر اور جہانگیر کے سامنے کلمہ حق بلند کیا اور آپ کو سجدہ تعظیمی نہ کرنے کی پاداش میں گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا گیا آپ نے عزیمت کا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ شاجہاں نے فقہی کتب میں نشانات لگا کر بھیجے یعنی آگر آپ تھوڑا سا سر جھکا دیں گے تو فقہی لحاظ سے آپ پر کوئی حرف نہیں آتا آپ نے جواباً فرمایا یہ تو کمزور لوگوں کا راستہ ہے مجھے کمزور لوگوں کا راستہ اختیار نہیں کرنا مجھے عزیمت کا حکم ہے اور میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کو بلند کرنے کیلئے دنیا میں آیا ہوں اس لئے بادشاہ وقت کو سجدہ تعظیمی نہیں ہوسکتا جب شراب پینا جائز تھی۔ داڑھی کا منڈوانا ضروری تھا، عربی پڑھنے لکھنے اور بولنے پر پابندی لگائی گئی تھی اور ہر چیز اسلام کے خلاف ہو رہی تھی حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی کاوش اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ نے دین کو پھر سے جلا بخشی اور دین اسلام کے اندر جتنی بدعات اور غیر شرعی رسومات رواج پا چکی تھیں ان کا خاتمہ ہوا جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آپ نے نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں اپنے مکتوبات کے ذریعہ دین اسلام کی خدمات سرانجام دیں آپ کی تعلیمات قیامت تک مسلمانوں کیلئے مینارہ نور ہیں اور ان تعلیمات کو عام کرنا ہر مسلمان کا دینی ملی اور قومی فریضہ ہے چونکہ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ کے امام وپیشواء ہیں اور آپکی تعلیمات تمام سلاسل ہائے روحانی کو محیط ہیں لہٰذا ہر مسلمان کا یہ دینی ملی اور قومی فریضہ ہے کہ اسے عام کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اہل اسلام کو حضرت امام ربانی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے ---وَمَا عَلَيْنَا اِلَّاا لْبَلَاغُ الْمُبِيْن .

دوقومی نظریہ اور تحریک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

از پروفیسر قاری مشتاق احمد

تحریک تجدید واحیاء دین کے حوالے سے برصغیر پاک وہند میں جس ہستی کو ممتاز اور منفرد مقام حاصل ہے وہ شیخ احمد فاروقی سر ہندی مجدد ہزارہ دوم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے آپ نسباً فاروقی ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ علوم میں جامع معقول ومنقول، عالم بے بدل تھے اور اپنے والد بزرگوار مخدوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ مولانا کمال الدین کشمیری، مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بہلول بدخشی سے شرف تلمذ رکھتے تھے طریقت میں اپنے والد بزرگوار سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ومجاز تھے اور سلسلہ قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت تھی پھر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت پائی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ آپ پر غالب آیا اور آپ نہ صرف خواجگان نقشبند کے فیوض وبرکات کے نقیب وامین ہوئے بلکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آفتاب عالمتاب بن کر ضوفگن ہوئے اپنے شیوخ کی نظر میں انتہائی محمود ومحبوب تھے بلکہ حضرت مخدوم خواجہ محمد باقی باللہ کی نظر میں آپ کا مقام بہت ہی ارفع واعلیٰ تھا جیسا کہ زبدۃ المقامات میں مذکور ہے جسے بعد میں قیوم زمانی سے تعبیر کیا گیا

آپ کی تحریک کا آغاز اکبر بادشاہ جو مغل فرمان روا تھا، کے عہد سے ہوا اور جہانگیر بادشاہ کے دور میں یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور جو فساد اکبری دور میں برپا ہوا تھا اپنے انجام کو پہنچا یہ کوئی معمولی فساد نہ تھا بلکہ سرمایہ ملت اسلامیہ پر منکرین ومخالفین اسلام کی بھرپور یلغار تھی اور یہ یورش جامع منصوبہ بندی سے کی گئی تھی ایسے کڑے وقت میں کسی عظیم پاسبان ملت کی ضرورت تھی اور یہ ضرورت حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے وجود مسعود کے ذریعہ پوری کی۔ علامہ اقبال مرحوم نے اسی طرف اشارہ کیا ہے ۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

یوں تو ہر صدی پر ایک مجدد گزرا ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَن یُّجَدِّ دُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر سو سال کے سرے پر ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو اس کیلئے امر دین کو تازہ کریں۔

(سنن ابوداؤد باب مایذکر فی قرن المائۃ

یعنی دین کے مخالفین اور دشمنوں کے عزائم، سازشوں کو ناکام بنادے گا اور دین کی سچی حقیقت واشگاف کر کے دین حق اسلام کا

بول بالا کردے گا اور ارشاد باری کی تفسیر نمایاں ہو جائے گی۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ	وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا
لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡ کَرِهَ	کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے، پڑے برا مانیں مشرک (
الۡمُشۡرِکُوۡنَ ٥ (سورۃ توبہ آیت ۳۳)	(کنزالایمان)

حضرت مجدد کو ہزارہ دوم کا مجدد مانا گیا ہے جس کی ابتداء ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب سے ہوئی اور پھر یہ لقب زبان زد خاص وعام ہوا اور سب نے اس عظمت کا بصد اخلاص اعتراف کیا آپ نے اس سلسلہ میں میر محمد نعمان کے نام جو مکتوب لکھا اس میں رقمطراز ہیں۔

''معلوم ہو کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد گزرا لیکن صد سالہ مجدد اور ہے اور ہزار سالہ مجدد اور ہے جو فرق صدی اور ہر ہزار سال میں ہے اسی قدر بلکہ اس سے بڑھ کر دونوں مجددوں میں فرق ہے اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ جو فیوض و برکات اس عرصے میں امتیوں کو پہنچتا ہے وہ مجدد ہی کے واسطے سے پہنچتا ہے خواہ اس وقت کے اقطاب ہوں یا اوتاد، ابدال ہوں یا نجباء''۔

برصغیر پاک وہند میں اسلام کی اشاعت کا کام اولیاء اللہ کی مساعی جمیلہ کا مرہون منت ہے، بادشاہوں نے اس سلسلہ میں کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا بجز ان چند بادشاہوں کے جو اولیاء اللہ سے وابستہ رہے اور ان سے ہدایات لیتے رہے لیکن غالب اکثریت بادشاہوں کی لاتعلق ہی رہی۔ برصغیر میں اسلامی حکومت کے قیام کے ساتھ ہندوؤں نے اپنی سازشوں کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور ان کی دلی خواہش تھی کہ مسلم امہ کا وجود غربود ہو جائے قومیت وطنیت کے حوالے سے امن ومفاہمت کے نام پر مسلمانوں کو مسلمان نہ رہنے دیا جائے اور وہ ہمارے متحدہ وجود میں اپنی انفرادیت کھودیں، یہ سازش اکبری دور میں پروان چڑھی اور خوب کھل کھیلی۔ اکبری دور میں بادشاہ کو شیشے میں اتارا گیا اور بادشاہ پر ہندوؤں کا اثر ونفوذ بڑھ گیا اکبر کی جہالت و بے علمی ہندو عورتوں کی حرم شاہی میں شمولیت اور چانکیہ سیاست کا بڑا عمل دخل ہو گیا اس فتنہ نے جو صورت اختیار کی وہ کچھ یوں تھی۔

☆ دین الٰہی یعنی دین اکبری کا سلسلہ شروع ہوا

☆ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ اکبر خلیفۃ اللہ پڑھا جانے لگا

☆ خنزیر اور کتوں کو محترم بنایا گیا، شراب اور جوا حلال ٹھہرایا گیا

☆ گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگادی گئی

☆ پردہ پر پابندی اور بے پردگی عام کی گئی

☆ بادشاہ کو سجدہ تعظیمی لازمی قرار دیا گیا

☆ مساجد ڈھادی گئیں

☆ مدارس عربیہ پر پابندی لگائی گئی بعض ڈھادیئے گئے

☆ علماء کو جبراً شراب پلائی گئی

☆ ڈاڑھی منڈوانا عام کیا گیا بلکہ ڈاڑھیاں منڈوائی گئیں اور تضحیک کی گئی

☆ سیاسی مقاصد کے تحت ہندو مسلم اتحاد کے ذریعہ ایک نئی قوم کی تیاری کا سامان کیا گیا

☆ مخالفین کو قتل کیا گیا یا مروادیا گیا

یہ صرف اس دور کا ایک معمولی سا نقشہ ہے اصل صورت حال تو کہیں بڑھ کر تھی مجدد صاحب کے مجموعی کارناموں کا تذکرہ تو اس مختصر سے مقالہ میں ممکن نہیں تاہم میں صرف ایک اہم کارنامہ جو مرکزی حیثیت کا حامل ہے اس کا ذکر اس لئے کروں گا کہ آج ہمارے ملک پاکستان کے سیاسی حالات اکبری دور سے مختلف نہیں وہ مرکزی کارنامہ دوقومی نظریہ کا دوٹوک اعلان ہے۔ اکبر کے سیاسی عزائم کی جدوجہد اور اسکے اہم مقاصد یہ تھے جن کیلئے اسے ہندوؤں کی مکمل اشیر باد حاصل تھی۔

اول: ہندوؤں سے مفاہمت اور دوستی

دوم: متحدہ ہندوستان اور قومی حکومت کا قیام

سوم: معاشرت و معیشت میں روشن خیالی اور اسلامی بالادستی کو روکنا

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان مقاصد کو سنجیدگی سے لیا اور اس کی بیخ کنی کیلئے جو لائحہ عمل اختیار کیا وہ حسب ذیل تھا

۱۔ ہندوؤں سے عدم مفاہمت اور ترک موالات

۲۔ موجودہ متحدہ ہندوستان کی حکومت کو اسلامی حکومت بنانا

۳۔ صحیح اسلامی حکومت کا قیام اور اس کیلئے عملی کوشش

۴۔ شریعت کی بالادستی

۵۔ طریقت کی صحیح اسلامی ترویج اور باطل نظریات کی اصلاح

۶۔ معاشرتی اصلاحات

ان مقاصد جلیلہ کا مقصود اکبری فساد اور اسلام کے خلاف سازشوں کا قلع قمع اور ملت اسلامیہ کے جداگانہ تشخص کو اجاگر کرنا تھا آپ نے اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دوٹوک الفاظ میں دوقومی نظریہ پیش کیا جو قرآن کی تعلیمات کا ماحصل ہے۔ جملہ منکرین ومخالفین اسلام حزب الشیطان ہیں جبکہ مسلمان حزب اللہ ہیں کفر اور اسلام دو الگ الگ حقیقتیں ہیں یہ دونوں یکجا اور اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ایسا ممکن ہے

۔آپ نے مختلف مکاتیب میں واضح کیا "ملت ما جداگانہ است" اور مسلمانوں کی کفار سے دوستی نہیں ہوسکتی جیسا کہ قرآن مجید میں واضح حکم موجود ہے۔ نیز یہ کہ عالم اسلام کے بدترین دشمن یہود ومشرکین ہیں۔ اکبری حکومت جس روش پر گامزن تھی اس سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ اگر یہی صورت حال جاری رہتی تو برصغیر میں مسلمانوں کا مستقبل کیا ہوتا اور اسلامی حکومت کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شاہی جبر اور اس کے جلال واقتدار کے سامنے چٹان بن گئے انھوں نے اس مشن کیلئے ہر شے یہاں تک کہ مال، جان، اولاد تک کی بازی لگادی اور چند برسوں میں وہ انقلاب برپا کیا اور ایسا ہمہ گیر انقلاب لائے کہ اس کی نظیر ومثیل نہیں۔ یہ اسی تحریک کا ثمرہ ہے کہ پاکستان معرض وجود میں آیا اور یہی وہ واحد ملک ہے جو نظریاتی طور پر قائم ہوا ہے اس کی بنیاد دوقومی نظریہ ہے۔

آج جبکہ ہم مجدد الف ثانی کانفرنس انعقاد پذیر کر رہے ہیں عطیہ خداوندی پاکستان کو قائم ہوئے ستاون سال ہوچکے ہیں ہم اس خطرناک صورتحال سے دوچار ہیں بالکل اسی طرح جو اکبری دور کا نقشہ تھا۔ صورتحال یہ ہے

۱۔ قیام پاکستان سے اب تک چار مرتبہ غاصب جرنیل اقتدار پر قابض ہوئے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ الاپا، آئین پامال کیا گیا اور جمہوری اقدار کا حلیہ بگاڑا گیا۔

۲۔ دوقومی نظریہ کی نفی کی جارہی ہے جس کی اساس اسلام اور جداگانہ ملت ہے، ملک کا وزیر اعظم تک ہرزہ سرائی کرچکا ہے کبھی سب سے پہلے پاکستان کہہ کر اسلام کی نفی کی جاتی ہے اور کبھی عالم اسلام سے سردمہری۔

۳۔ سرکاری طور پر جہاد بند کیا جاچکا ہے اور جہادیوں کو دہشت گرد کہا جارہا ہے بلکہ آزادی کے متوالوں کو بھی دہشت گردوں میں شامل کرلیا گیا ہے

۴۔ کفار کے ہر مطالبے کو مانا جارہا ہے اور ان کی دوستی میں دوملکوں کو برباد کیا جاچکا ہے اور ایمان واتحاد اور تنظیم کے ماٹو (Moto) کے باوجود اپنے ہی ملک کے افراد کو قتل کیا جارہا ہے

۵۔ وطن کے متوالوں اور ایٹمی طاقت بنانے والوں کو غیروں کے اشارے پر رسوا کیا جارہا ہے اور صلیبی جنگ بھڑکانے والوں کے ساتھ فرنٹ اتحادی کا کردار ادا کیا جارہا ہے۔ دعویٰ اسلام کا، اچھی مسلمانی کا اور عالم اسلام کے خلاف کفار کی مدد۔ للتعجب

٦۔ تعلیمی نصاب سے اسلام، قرآن، جہاد کی چھٹی ہورہی ہے، بلکہ غیروں کے کہنے پر روشن خیالی پر مبنی نصاب تیار کرایا جارہا ہے یہ بھلا ہو معاصر نوائے وقت کا، جو نظریہ پاکستان کا نقیب وپاسبان ہے کہ کوئی صورت بدل رہی ہے۔

۷۔ ہندوؤں سے مفاہمت اس حد تک ہورہی ہے کہ میچ ہورہے ہیں، قومی غیرت کا نیلام ہورہا ہے اور برسرعام ایک قوم کی باتیں ہو رہی ہیں بلکہ ہندو کلچر کی پذیرائی ہورہی ہے

۸۔ ٹیلویژن ننگا ناچ، ناچ رہا ہے اور ماحول سے اخلاقی قدروں کا تصور ہی مٹ رہا ہے

۹۔ دینی جماعتیں حکومت سے مل چکی ہیں اسی طرح سے جس طرح سے ابوالفضل اور فیضی اکبر کے ساتھ تھے۔

۱۰۔ سیاستدانوں، جاگیراروں کا ایک بھرپور ٹولہ دستر خوانی قبیلہ بن کر داد جمہوریت دے رہا ہے اور جمہوریت کے لٹیروں کو جمہوریت کا مدرس مانا جارہا ہے

۱۱۔ ہر طرف افراتفری ہے۔ مال، جان، آبرو محفوظ نہیں، مہنگائی، بیروزگاری کا طوفان ہے مگر حکومتی سطح پر سب اچھا ہے کیا یہ وہ وقت نہیں کہ پھر سے مجددی تحریک زندہ ہو بقول اقبال۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی

اب جبکہ وزیراعظم خودکو آمر کا ps کہتا ہے، اقبال نے ایسوں ہی کیلئے کہا ہے۔

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اسکی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے
شیر مردوں سے ہوا بیشہ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی وملّا کے غلام اے ساقی
عشق کی تیغ جگر دار اڑالی کس نے
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

آج بھی اسی تحریک کی شدید ضرورت ہے وگرنہ مستقبل داؤ پر لگ چکا ہے اور آج ضرورت اسی جرأت کردار کی ہے

کیا نہیں غزنوی اور کارگہ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات
قافلہ حجاز میں ایک حسین ہی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے اولین بانی

جناب مجیب الرحمٰن شامی

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن ه

جناب صدر جلسہ مصطفےٰ صادق صاحب، جناب جمیل اطہر صاحب، اور میرے دوستو بزرگو، ساتھیو!

السلام علیکم

حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت ان کے افکار اور ان کی تعلیمات پر مختلف اہل دانش سیر حاصل گفتگو کر چکے ہیں ان کی سیرت کے اکثر گوشے آپ کے سامنے ہیں میں ان میں کوئی اضافہ نہیں کروں گا اور چند منٹ میں اپنی بات کر کے رخصت ہو جاؤں گا، جبکہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی جنھیں ہم مجدد الف ثانی کے نام سے یاد کرتے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے اور فاروق اعظم کی جو شخصیت ہے اس سے بھی آپ بخوبی واقف ہیں کہ حضور ﷺ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کی کہ عمر بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے کسی ایک سے اسلام کو عزت بخش دے یہ دعا قبول ہوئی اور حضرت عمر بن خطاب نے اسلام قبول کیا اور انکے اسلام قبول کرنے سے مکہ کے اہل ایمان کے دلوں میں ایک نئی طاقت پیدا ہوئی اور ایک نئی توانائی پیدا ہوئی اور مسلمانوں کو سر اٹھا کر چلنے کا قرینہ جو تھا اس میں مزید استحکام پیدا ہوا اور یہ توانائی جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے مکہ کے اولین کلمہ گو کو حاصل ہوئی تھی اگر آپ دیکھیں تو کئی پشتوں کے بعد یہ جو کفرستان ہند ہے اس میں جب شیخ احمد سرہندی نے شعور کی آنکھ کھولی تو اس وقت جو حالات تھے اس وقت ہندوستان میں اسلام پر ایک لحاظ سے یلغار جاری تھی اور اہل اسلام بہت پریشان اور اپنے آپ کو بہت کمزور محسوس کر رہے تھے تو حضرت مجدد جب تشریف لائے ہیں اور جب انکے افکار کی روشنی پھیلی ہے اور جب انکے چراغ جلے ہیں تو یہاں ایک نئی توانائی محسوس ہوئی ہے اہل اسلام میں اور اہل ایمان میں اور جلال الدین اکبر جسے اکبر اعظم پکارا جاتا ہے اور جسے مغلیہ حکومت کا (سلطنت کا) بہت بڑا فرمان روا سمجھا جاتا ہے اور جو اس شک میں مبتلاء ہو گیا تھا کہ وہ ہندوستان میں ایک نئے دین کی بنیاد رکھے اور مسلمانوں اور ہندوؤں کو ملا کر ایک نئی امت پیدا کرے اور ایسی صورت حال میں مسلمان سخت ابتلاء میں تھے اور پریشان تھے اور فکری انتشار ہر طرف برپا تھا اس وقت شیخ احمد سرہندی نے اس صورت حال کو للکارا اور اصحاب اقتدار کے سامنے کھڑے ہو گئے انکی کوشش انکی کاوش استقامت اور انکی جرأت کا یہ نتیجہ نکلا کہ آج ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہ رہے ہیں اور ہمارے ہمسایہ ملک بھارت میں بھی 15 سے 17 کروڑ مسلمان ہیں اور بنگلہ دیش بھی اس خطے کا بڑا اسلامی ملک ہے جب شیخ احمد سرہندی نے ''اکبر'' کے فلسفے کو اور اکبر کے افکار کو للکارا اور اسکے سامنے کھڑے ہو گئے تو پھر چند سال کے اندر ہی دین الٰہی سے چھٹکارا مل گیا اور دین الٰہی صفحہ ہستی سے مٹ گیا اس کے ساتھ جب جہانگیر آیا اور

جہانگیر نے جب اکبر کی جگہ لی اور شیخ کی جو حیثیت ، شخصیت اور طاقت تھی اس میں بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا انکی اپنی صفوں میں، حضرت کے اپنے مرید اور انکے عقیدت مندوں کی تعداد بڑھ چکی تھی اور جو جہانگیر خون کا پیاسا تھا بالآخر اپنے اقتدار کے تحفظ کیلئے اسے ان کی طرف رجوع کرنا پڑا اور تاریخ کے یہ واقعات ہیں کہ جب جہانگیر کو قید کر لیا گیا اس کے خلاف بغاوت ہوگئی اور اقتدار شیخ احمد سرہندی کی خدمت میں پیش ہو گیا تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا انہوں نے فرمایا کہ اقتدار کی خواہش اہل دانش، اہل خلوص اور اہل دین کا شیوہ نہیں ہے ہمیں اصلاح اقتدار مطلوب ہے اقتدار مطلوب نہیں ہے اور پھر انہوں نے جہانگیر سے اپنی شرائط منوائیں، سجدہ تعظیمی کو ختم کرایا ،گائے کا ذبیحہ بحال کرایا اور تمام ہندوانہ رسومات جو دربار کے اندر داخل ہوگئی تھیں انہیں وہاں سے رخصت کرایا تو شیخ احمد سرہندی کی کوشش سے مسلمانوں کے تشخص کی حفاظت ہو سکی اور اسکے نتیجے میں چند ہی سالوں کے بعد اسی جہانگیر کی تیسری پشت میں اورنگزیب عالمگیر نے جنم لیا اور اورنگزیب عالمگیر نے مغلیہ سلطنت کو ایک نیا تشخص اور ایک نئی نظریاتی جہت عطا کی پھر حضرت شاہ ولی اللہ پیدا ہوئے اور یہ ایک تسلسل ہے حتی کہ قائداعظم تک ہم پہنچتے ہیں یہ وہ بیج ہے جس کو شیخ احمد سرہندی نے اس سرزمین میں ڈالا اسی سے یہ دوقومی نظریے کا پودا برآمد ہوا ہے اور بالآخر جس نے پاکستان کی تشکیل کا مطالبہ کیا اور پاکستان کا وطن حاصل ہوا اگر آپ فکری طور پر دیکھیں تو وہ پاکستان کے اول بانیوں میں سے شمار ہوتے ہیں اور انہیں پاکستان کا اول بانی کہا جا سکتا ہے اور آج جب کہ ہم ایک مختلف ماحول میں سانس لے رہے ہیں اور آج ہمیں نظریاتی طور پر چوکس رکھنے کی اور خبردار رکھنے کی ضرورت ہے آج ہم مجدد الف ثانی کی تعلیمات سے، انکے افکار سے، انکی شخصیت سے استفادہ کر سکتے ہیں اور اپنے مستقبل کی تعمیر کر سکتے ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان دو ملک ہیں دونوں ملکوں کو اپنے اپنے طور پر زندہ رہنے کا حق حاصل ہے، ہم ہندوستان کے خلاف کوئی عزائم نہیں رکھتے ہم ہندوستان کو صفحہ ہستی سے مٹانا نہیں چاہتے لیکن ہم اس سے یہ مطالبہ ضرور کریں گے اور کرتے رہیں گے کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہ ہوگا اس وقت تک پاکستان اور ہندوستان میں معمول کے تعلقات بحال نہیں ہو سکتے پاکستان امن کا پیغام بر ہے اور امن کا داعی ہے ہمارے اپنے ہمسایوں کے خلاف کوئی جارحانہ عزائم نہیں ہیں پوری دنیا میں کسی ملک کے خلاف پاکستان نے کبھی یہ نہیں کہا ہے اور نہ کسی کلمہ گو اور کسی مسلمان کا یہ دعویٰ ہے۔ ہم صرف اپنا دفاع کر رہے ہیں اور دفاع کرنے کا حق مانگ رہے ہیں ہم یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے جو مسائل ہیں فلسطین سے لے کر کشمیر تک انہیں حل کیا جانا چاہئیے اور آپ دیکھئے اسی دنیا میں جہاں اقوام متحدہ موجود ہے، جہاں اس کا چارٹر موجود ہے، جہاں بنیادی حقوق کی بات ہوتی ہے، جہاں جمہوریت کی بات ہوتی ہے جہاں قانون کی حاکمیت کے نعرے لگائے جاتے ہیں وہیں یہ صورت حال ہے کہ امریکہ کا صدر کھڑے ہو کر علی الاعلان یہ بات کہہ رہا ہے کہ اسرائیل نے جو قبضہ فلسطین کی زمین پر کیا ہے اس میں سے کئی ٹکڑے اپنے پاس رکھ سکتا ہے ہم (امریکہ) اس کا قبضہ تسلیم کرتے ہیں ایسی ہی بات ایک امریکی اخبار نویس نے لکھی ہے یہی بات کہ اسامہ طاقتور ہو جائے اور کوئی مسلمان طاقتور ہو جائے یا فلسطین طاقتور ہو جائے اور وہ کہے کہ امریکہ کا فلاں شہر میں نے کینیڈا کو دے دیا ہے تو امریکہ کیا کہے گا یہ زبان جو بولی

جارہی ہے اور جو بات انہیں سکھائی جارہی ہے اور ہماری غیرت کو للکارا جارہا ہے اس صورتحال میں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے نظریات پر ثابت قدم رہیں اور انکے کیلئے ہر قربانی دینے کو تیار ہو جائیں حضرت مجدد الف ثانی جن باتوں پر، جن اقدار پر، جن اصولوں پر، جن نظریات پر ایمان رکھتے ہیں انہوں نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیا جس وقت انہیں کہا گیا کہ آپ جہانگیر کے آگے سجدہ کریں اور بادشاہ کے آگے سجدہ ہوتا تھا اسے سجدہ تعظیمی کہتے تھے کہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے والا ہر شخص اس کے سامنے سجدہ تعظیمی کرنے پر مجبور تھا یہ وہاں کی روایت تھی، رسم تھی اور جس طرح انہوں نے اس کا انکار کیا اور آپ دیکھیں کہ بادشاہ نے کہا کہ انھیں چھوٹے دروازے میں سے داخل کیا جائے تا کہ انکا سر جھک جائے انہوں نے پہلے اپنی ٹانگیں اندر کیں اور پھر سر اندر کیا انکا سر نہیں جھکا اور انکو معلوم تھا کہ وہ سر نہ جھکانے سے سر کٹانے کے مرحلے تک پہنچ سکتے ہیں لیکن وہ اس کیلئے تیار ہو گئے اور جب تیار ہو گئے تو بالآخر جہانگیر کا سر جھک کر رہا۔ ہم اس بات پر تیار ہو جائیں کہ ہم اپنا سر کٹا تو دیں گے جھکائیں گے نہیں تو مجھے یقین ہے کہ جو لوگ ہمارا سر جھکانا چاہتے ہیں وہ خود پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جائیں گے لیکن اس کے لئے اس توانائی کی اور اس عقیدے کی ضرورت ہے، اس ایمان کی، اس یقین کی جو شیخ احمد سرہندی کے پاس تھا اس لئے اس ایک فرد نے پورے ہندوستان کا رخ بدل دیا تھا اور آج ہم کروڑوں میں ہیں اور ہر کوئی اپنی ڈگر پر چل رہا ہے جب تک یہ خوف نہیں نکلے گا اس وقت تک ہم اپنی دنیا نہ تبدیل کر سکیں گے نہ بچا سکیں گے۔ آج ہمارے حالات ہم سے تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اپنے دلوں سے خوف دور کریں اپنے دلوں سے غیر اللہ کا خوف دور کر دیں آج امریکہ ایک بہت بڑی طاقت معلوم ہوتا ہے کسی زمانے میں انگریز بہت بڑی طاقت تھے اس سے پہلے یہاں مغل بہت بڑی طاقت تھے جہانگیر بھی ویسی ہی بڑی طاقت تھا جبکہ ہمیں آج ''بش'' نظر آرہا ہے لیکن جب آپ بعض اصولوں پر یقین رکھتے ہیں اور انکے لئے قربانی دینے کا عہد کر سکتے ہیں تو پھر آپ کے راستے تو خود بخود ہموار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جب ہم حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد منا رہے ہیں تو ہمیں یہ عہد کرنا چاہیئے کہ ہم انکے راستے پر چلیں گے اور انکے نظریات کا پرچم بھی تھامے رہیں گے۔ اور کوئی ہمیں ہمارے راستے سے ہٹا نہیں سکتا۔

فکر حضرت مجدد الف ثانی...... مکتوبات کے آئینے میں

از مفتی محمد صدیق ہزاروی

ملت اسلامیہ ہر دور میں اس المیہ سے دوچار رہی ہے کہ بعض دنیا پرست عوامی شخصیات کے ساتھ ساتھ کچھ دین فروش نام نہاد علماء اور ہوس زر کے پجاری جعلی صوفیاء نے برسر اقتدار طبقہ کو ایک ایسی چھتری مہیا کی جس کے سائے میں ان کے لئے دین اسلام کو اپنی خواہشات کے سانچے میں ڈھالنا آسان ہو گیا۔

لیکن امت مسلمہ کو اپنی اس خوش قسمتی پر بھی ناز ہے کہ جب بھی ایسے بد طینت لوگ حرکت میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سازشوں کو بے نقاب کرنے اور دین حق کی حفاظت کے لئے اپنے منتخب اور برگزیدہ بندوں کو فاروقی غیرت کی دولت سے مالا مال کر کے میدان تجدید میں اتارا۔ اور ان نفوس قدسیہ نے اپنے فرض منصبی کی بجا آوری میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا حتیٰ کہ اسلام ایک مرتبہ پھر اپنی پوری آب و تاب اور اکمل و اجمل صورت میں جلوہ گر ہو گیا۔

تجدید و احیائے دین کے اس عظیم مشن کی تکمیل کیلئے میدان جہاد کو رونق بخشنے والی عظیم المرتبت شخصیات میں امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی نہایت روشن اور تابناک ہے اور تجدیدی خدمات کے حوالے سے آپ کی حیات طیبہ تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے اس لئے آپ کی حیات طیبہ اور خدمات کا مکمل احاطہ یقیناً ایک مشکل اور طویل کام ہے۔ اس لئے راقم نے یہ مناسب سمجھا کہ اس پرفتن دور میں جب کہ ماحول وہی نقشہ پیش کر رہا ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تھا آپ کی اس فکر کا مختصر خاکہ پیش کیا جائے جس نے بگڑی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر جادہ پیما کر کے معاشرے میں انقلاب بپا کیا۔

حضرت مجدد کی یہ فکر خود آپ کے مکتوبات میں دعوت فکر دے رہی ہے اس لئے ان مکتوبات عالیہ سے بطور نمونہ چند باتیں آپ حضرات کی خدمت میں اس امید کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ ارباب علم و دانش فکر مجدد کی روشنی میں ملت اسلامیہ کی راہنمائی کا فریضہ انجام دے کر عند اللہ سرخرو ہوں گے۔

اسلامی عقائد میں عقیدہ توحید بنیادی عقیدہ ہے اور تمام انبیاء و رسل نے اس عقیدے کی طرف اپنی امتوں کو خصوصی طور پر متوجہ کیا۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ عقیدہ توحید کو بطور عقیدہ اپنانے کے ساتھ ساتھ اس میں پوشیدہ پیغام کو دیکھا جاتا لیکن بد قسمتی سے اس کی تشریح و توضیح تعصب کا شکار ہو گئی اور کچھ لوگوں نے انبیاء و رسل اور دیگر برگزیدہ بندگان خدا کی عظمت و ناموس اور ان کے اوصاف جمیلہ کو

عقیدہ توحید کے خلاف قرار دیا جس کے نتیجے میں ان نفوس قدسیہ کی توہین ،عقیدہ توحید کے تحفظ کیلئے ضروری قرار پائی اور اسی طرح صدیوں سے جاری معمولات اہل سنت کو بھی عقیدہ توحید کے منافی سمجھا گیا،لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فکری بدعت کا قلع قمع کرتے ہوئے عقیدہ توحید کے عملی پہلو کو واضح فرمایا آپ اپنے گیارھویں مکتوب میں فرماتے ہیں

''توحید، اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف توجہ سے دل کو صاف کرنے کا نام ہے۔ جب تک دل ماسویٰ اللہ میں گرفتار ہے چاہے بہت کم ہی ہو توحید متحقق نہیں ہو سکتی جب تک یہ دولت (غیر اللہ سے دل کا پاک ہونا) حاصل نہ ہو واحد کہنا اور واحد جاننا، ارباب حصول کے نزدیک فضول ہے ہاں تصدیق ایمان کے سلسلے میں جو واحد کہنا اور واحد جاننا معتبر ہے وہ ضروری ہے''

دور حاضر کی ایک بہت بڑی خرابی یہ ہے کہ تصوف کی دنیا میں قدم رکھنے اور عالم حقیقت تک رسائی کیلئے چند رسموں کو ضروری سمجھا گیا لیکن اس کے بنیادی ارکان نظر انداز کر دیئے گئے چنانچہ اس وقت المیہ یہ ہے کہ بعض ایسے افراد بھی منصب تصوف پر براجمان ہیں جو بد عقیدگی کا شکار ہیں اور اسی طرح ایسے لوگ بھی رشد و ہدایت کی سواری پر سوار ہیں جو عمل صالح سے بیگانہ ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب ۹۴ میں واضح فرمایا کہ عالم حقیقت کی طرف پرواز کیلئے دو پروں کی ضرورت ہے آپ فرماتے ہیں'' آدمی کیلئے عقائد کو درست کرنے اور اعمال صالحہ کو بروئے کار لانے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تا کہ وہ ان دو پروں کے ذریعے عالم حقیقت کی طرف پرواز کر سکے''

ایک مجدد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اپنے دور کی خرابیوں کی چھان بین کر کے ان کا قلع قمع کرے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس ذمہ داری سے باحسن طریق عہدہ براہوئے ہیں۔

چنانچہ آپ نے ایک ایسی خرابی کا مشاہدہ بھی فرمایا جو اس دور کی طرح آج بھی موجود ہے وہ نہایت تکلیف دہ خرابی یہ ہے کہ علم سے تعلق کی بجائے آواز، شعر و شاعری اور اس انداز کی دوسری من پسند باتوں کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی جس کے نتیجے میں علم و عمل سے خالی لوگ تبلیغ و اشاعت کی شاہراہ پر گامزن ہو گئے قوم کی اس ناپسندیدہ خواہش نے جہالت کو جنم دیا اور مواعظ غیر مؤثر ہو گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں ملت اسلامیہ کی راہنمائی فرماتے ہوئے مکتوب نمبر ۳۷ میں جو طویل مکتوب ہے فرمایا

''احکام شرعیہ، علمائے آخرت سے پوچھنے چاہیئے کیونکہ ان کی گفتگو میں تاثیر ہوتی ہے شاید ان کے نفوس قدسیہ کی برکت سے عمل کی توفیق حاصل ہو جائے اور علمائے دنیا جو علم کو مال اور مرتبہ (کے حصول) کیلئے وسیلہ بناتے ہیں، دور رہنا چاہیئے البتہ یہ کہ جب متقی علماء نہ ملیں ضرورت کے مطابق ان سے رابطہ رکھا جائے''۔

گویا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صریح الفاظ میں بتایا کہ مقرر، خطیب، واعظ اور مفتی باعمل متقی لوگ ہونے چاہیں تا کہ ان کے خطابات و مواعظ اور تبلیغ و اشاعت ان کے تقویٰ کی وجہ سے مؤثر ہو ورنہ جس شخص کی تبلیغ کاروباری نقطہ نظر کی مرہون منت ہوگی

وہ بے مقصد اور بے کار ہوگی۔ کیونکہ ایسا وعظ سامع کو عمل کی ترغیب دینے سے عاری ہوتا ہے۔

عام طور پر یہ بات کہی جاتی ہے اور یقیناً یہ بات نہایت اہم بھی ہے کہ دل، دنیا کی محبت سے خالی ہو راہ حق کے مسافر کو دنیائے دوں کو طلاق مغلظہ دینا چاہیئے لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعوت کو جس انداز میں پیش فرمایا شاید وہ انہی کا حصہ ہے آپ نے ان کمزور مسلمانوں کو بھی سامنے رکھا جو اس نسخہءِ کیمیا پر عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے چنانچہ آپ نے ان کیلئے بھی ایک درمیانہ راستہ نکالا ہے، فرماتے ہیں

''دین اور دنیا کو جمع کرنا مشکل ہے لہٰذا طالب آخرت کو دنیا چھوڑنے سے چارہ نہیں اور حقیقی طور پر ترک دنیا آسان نہ ہو تو ترک حکمی تو ضروری ہے۔''

فرماتے ہیں'' دین اور دنیا کو جمع کرنا متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے لہٰذا طالب آخرت کیلئے ترک دنیا ضروری ہے اور جب اس دور میں ترک حقیقی آسان نہیں ہے بلکہ مشکل ہے تو ترک حکمی ضرور ہونی چاہیئے اور ترک حکمی کا مطلب یہ ہے کہ دنیوی امور میں روشن و واضح شریعت کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا جائے اور کھانے، لباس اور رہائش کے سلسلے میں شرعی حدود کی رعایت کی جائے جب احکام شرعیہ کے زیور سے آراستہ ہو جائے گا تو دنیا کے نقصانات سے بچ جائے گا اور اس طرح آخرت بھی حاصل ہو جائے گی۔

اور اگر ترک حکمی بھی نہ ہو سکے تو یہ ہماری بحث سے خارج ہے ایسا شخص منافق ہے اس نے جو ایمان کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے آخرت میں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ البتہ دنیا میں اسکا خون اور مال محفوظ ہوں گے۔ عبارت کا آخری جملہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شریعت وطریقت کو ساتھ ساتھ رکھتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو بھی واضح فرماتے ہیں کہ مبلغ اسلام کا کام، احکام وتعلیمات اسلامیہ کی تبلیغ ہے کوئی عمل کرے یا نہ؟ خود اس کا اپنا نفع یا نقصان ہے۔ فرماتے ہیں

''من آنچه شرط بلا غت است باتو میگوئم　　　تو خواه از سخنم پند گیرو خواه ملال''

اس شعر میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مبلّغین کی راہنمائی فرماتے ہوئے انھیں اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ مبلّغ کا کام کلمہ حق کہنا ہے سننے والے کی رضامندی یا ناراضگی پیش نظر نہیں ہونی چاہیئے۔

اگر آج کا مبلغ آپ کی اس نصیحت پر عمل پیرا ہو جائے اور مشائخ بھی ایسی راہ کے مسافر بن جائیں کہ کسی قسم کا خوف لالچ ان کے احقاق حق اور ابطال باطل پر مبنی مشن کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے تو تمام معاشرتی خرابیاں کافور ہو سکتی ہیں۔

عصر حاضر کا ایک اور بہت بڑا المیہ جس کا شکار بعض مشائخ اور علماء بھی ہیں یہ ہے کہ اپنے فرض منصبی کو نظر انداز کر کے لایعنی اور بے مقصد باتوں پر مناظرے، مجادلے، تحریرات اور بیان بازی اختیار کر رکھی ہے اور لاکھوں کروڑوں روپیہ اس بے مقصد کام پر خرچ ہو رہا ہے

ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کیلئے جلسے جلوس اور ایسی کتب کی اشاعت کو ضروری خیال کیا جارہا ہے جو نہ صرف یہ کہ ملت کیلئے مفید نہیں، نقصان کا باعث ہے اور یوں علمی، فکری، جسمانی اور مالی صلاحیتیں بیکار میں صرف ہورہی ہیں۔ اس ضمن میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات نہایت تابناک اور مفید ہیں جن کو اپنانا ملت کے ہر دردمند شخص کی ذمہ داری ہے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه" انسان کے حسن اسلام میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ بے مقصد کاموں کو چھوڑ دے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اسی مضمون اور بھولے ہوئے درس کو امت کے سامنے لاتے ہیں آپ مکتوب نمبر ۳۷ میں فرماتے ہیں

"اے بیٹے! تو کیا جانتا ہے کہ وہ دنیا کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ تجھے منع کرتا ہے تو وہ بیوی، اولاد، مال، مرتبہ، حکومت، کھیل کود، اور بے مقصد باتوں میں مشغول ہونا ہے یہ سب دنیا میں داخل ہیں وہ علوم جو آخرت میں کام نہ دیں وہ بھی دنیا ہے اگر علم نجوم، منطق، ہندسہ، اور حساب اور ان جیسے دوسرے علوم فائدہ دیں تو فلاسفہ اہل نجات سے ہوں گے (ورنہ نہیں)

چند سطور کے بعد لکھتے ہیں

اگر ان علوم کے پڑھنے کا مقصد احکام شرعیہ کی معرفت اور کلامی دلائل کی تقویت کے علاوہ کچھ نہ ہوتو جائز ہیں ورنہ ان کا حاصل کرنا جائز نہیں۔

یہ ایک ضابطہ ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں دیا ہے اس کے ترازو میں ہم اپنے ہر عمل کو چاہے تو تعلیم و تعلم سے متعلق ہو یا تحریرات سے تعلق رکھتا ہوں، تولنے کے بعد فیصلہ کریں کہ آیا یہ کام ہمیں آخرت میں فائدہ دے گا یا کم از کم دنیا میں اس سے خلق خدا کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟

عام طور پر یہ بات سنی جاتی ہے کہ "فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا" یقیناً افراد سے قطع نظر علی الاطلاق انسان کا مقام فرشتوں سے بلند و بالا ہے لیکن کب اور کیسے تو اسے یوں بیان کیا جاتا ہے "مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ" یہ محنت کیا ہے؟ اگر عبادات کی بجا آوری اور اوامر الٰہیہ یعنی احکام خداوندی کی تعمیل مراد ہے تو اس سلسلے میں فرشتے ہم سے کہیں آگے ہیں" تو آیئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا عمل ہے جو انسان کو فرشتے سے برتر مقام عطا کرتا ہے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ زہد و تقویٰ اور ورع یعنی پرہیزگاری ہے جسکا تصور فرشتوں کے ہاں نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۵۷ میں لکھتے ہیں

نجات کا دارومدار دو باتوں پر ہے احکام کی بجا آوری اور ممنوعات سے پرہیز اور ان میں سے دوسری جز، زیادہ عظیم ہے جسے ورع اور تقویٰ کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص کی عبادت و ریاضت کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شخص کے زہد، تقویٰ کا ذکر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ورع (یعنی تقویٰ) کے برابر کوئی چیز نہیں اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ دین کی بنیاد تقویٰ ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں انسان کو فرشتے پر جو فضیلت حاصل ہے وہ اسی جز کی وجہ سے متحقق ہے اور قرب خداوندی کے مدارج پر ترقی کا باعث بھی یہی تقویٰ ہے کیونکہ پہلی جز (یعنی حکم خداوندی کی تعمیل) میں فرشتے بھی انسان کے ساتھ شریک ہیں اور ان میں ترقی مفقود ہے۔

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمایا کہ تقویٰ کی رعایت کیسے ہوسکتی ہے تو آپ نے فرمایا حرام سے بچنے کے ساتھ ساتھ فضول مباحات سے بھی بچے تا کہ تقویٰ بروجہ کمال حاصل ہو ورنہ حرام میں پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان بزرگان دین کے نقش قدم پر چل کر دین اسلام سے کامل وابستگی اور اس دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

اٹھایا جس نے دین حق کا پرچم
بنا جو غازیان ھند کا ضیغم
رقم کی داستاں جس نے وفا کی
دلائی یاد جس نے کربلا کی
ہوا الحاد اکبر جس سے لرزاں
گرائے جس نے بے دینی کے ایواں
تصوف کو دیا جس نے سنبھالا
عجم کے روگ سے اس کو نکالا
وہ جس کا شاہی بھی بھرتی تھی پانی
وہی تو ہے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ اور حضور سرور کائنات فخر موجودات زینت بزم کائنات دستگیر جہاں غم گسار زماں سید سروراں حامی بے کساں قائد المرسلین رحمۃ للعلمین احمد مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد بانی کانفرنس صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی صاحب اور ارباب فکر ودانش اور محتشم سامعین حضرات آج حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میموریل سوسائٹی کے زیر اہتمام عظیم الشان حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے میری دعا ہے کہ خالق کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ اس سوسائٹی کو اپنے اہداف کے حصول میں کامیاب بنائے اور ہم سب کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آپ نے ابھی استاذ العلماء حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب کا جامع مقالہ سماعت فرمایا ہے میں مختصر وقت میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے افکار کی ایک جھلک ان کی فقہی مناہج کی روشنی میں پیش کرنا چاہتا ہوں یہ بات تو واضح ہے کہ جس دور میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تجدید دین کا کام کیا اس سے زیادہ پرفتن دور شاید اسلام کی تاریخ میں نہ گزرا ہو بلکہ خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ''اے فرزند ایں وقت آں است کہ درامم سابقہ دریں طور وقتے کہ پراز ظلمت است پیغمبر اولوالعزم مبعوث می گشت وبنائے شریعت جدیدہ می کرد'' نیز فرمایا

''دریں وقت عالمے عارفے تام المعرفت ازیں امت درکار است کہ قائم مقام انبیاء اولوالعزم باشد''

اے میرے بیٹے یہ اتنا ظلمت سے بھرپور وقت ہے اس قدر دھند لکے ہیں اس قدر گمراہی ہے کہ اس امت سے پہلے جب ایسا وقت آتا تھا تو خالق کائنات اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا تھا وہ پھر دھندلکوں کو دور کرتے تھے دین کے چہرے سے غبار کو ہٹاتے تھے اور خالق کائنات کی طرف جانے والی شاہراہ کو منور کر دیتے تھے لیکن اب وہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے رسول اکرم ﷺ کی جلوہ گری ہوگئی ہے اور آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی اس وقت ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جو عارف بھی ہو اور ایسا تامّ المعرفت ہو جو دین کے چہرے کو تمام آلودگیوں سے صاف کر کے امت کے سامنے پیش کر دے اور فرمانے لگے کہ اس وقت صورتحال یہ ہے

عَلِمتُ عمومَ داءِ الشکّ والانکار حتی مَرِض الا طبّاء واَشرف الخلقُ علی الھلاکِ

''بیماری کتنی عام ہوگئی ہے میں اس کو جانتا ہوں یہاں تک کہ طبیب بھی بیمار ہو گئے ہیں اور مخلوق ہلاکت تک جا پہنچی ہے''

وہ علماء دین جنہوں نے لوگوں کی راہنمائی کرنا تھی اور لوگوں کے اذہان کو دین متین کی برکات سے منور کرنا تھا وہ خود علماء سوء بن گئے ہیں اور یہاں تک کہ وہ لوگ جنہوں نے لوگوں کیلئے مسیحا کا کام کرنا تھا وہ مردہ ہو چکے ہیں جو راہبر بننے والے تھے وہ راہزن بن گئے ہیں اس دور کے اندر علماء حق کا فریضہ مزید ان کے لئے قابل توجہ ہو گیا ہے جتنی ظلمتیں آئیں ہیں جتنے بھی دھند لکے چھائے ہیں یہ بے سبب تو نہیں بلکہ کچھ علماء سو کا کردار ان کے پیچھے ہے

بے وجہ تو نہیں چمن کی تباہیاں

کچھ باغباں ہیں برق و شرر سے ملے ہوئے

خود علماء کا ایسا طبقہ ہے جنہوں نے اکبر کے دین الٰہی کی حمایت کر کے اور جہانگیر کی ابتدائی خرافات کی تائید کر کے انہوں نے جرم عظیم کیا ہے اس وقت ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جو عارف ہو، تقویٰ اور پرہیزگاری کا پیکر ہو جسکی سانس سانس میں دین کے ساتھ محبت رچی بسی ہو، جسکا بارگاہ نبوت سے تعلق بڑا پختہ ہو وہ جس وقت تجدید کے میدان میں اترے گا تو خالق کائنات اس کی کوششوں کو کامیاب فرمائے گا خود فرماتے ہیں کہ میں اس زمانے کی جتنی بھی کج فکریاں ہیں ان کا سبب ایک ہی سمجھتا ہوں

"فما وجدتُ سبباً لفتورا عتقادھم وضعفِ ایمانھم الا بعدَ العھد من النبوۃ ."

''ان گمراہ لوگوں کے اعتقاد کی خرابی اور ایمان کی کمزوری کا سبب صرف عہد نبوت سے دوری ہے۔''

جتنا قرب ہم اس بارگاہ کا حاصل کریں گے اسی قدر خالق کائنات ہمیں برکتیں عطا فرمائے گا جس وقت یہ اسباب بیان کرتے ہوئے تجدیدی میدان میں اترتے ہیں تو رسول پاک ﷺ نے جو مجدد کے تین منصب بیان فرمائے تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ہر ایک شعبے کے اندر منفرد مقام کے حامل نظر آتے ہیں حدیث شریف میں ہے۔ یَحمِلُ ھذَا العِلمَ مِنْ کلِّ خَلَفٍ عدولہ یَنفُونَ عنہ

تحريفَ الغالِينَ وَانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين .

''بعدوالوں میں سے عادل لوگ میرے اس علم کے وارث ہوں گے وہ اس سے غالیوں کی تحریف، باطل پرستوں کی حیلہ سازیوں اور جاہلوں کی تاویل کودورکریں گے''۔

ہمارے محبوب علیہ السلام کا فرمان ہے

میرے صحابہ میرا یہ علم رک (جام) نہیں جائیگا۔ختم نہیں ہوگا اسکی تجلیاں ماندنہیں پڑیں گی میرے علم کاوارث ہردور میں موجود رہے گا، پارساہوگا علم وحکمت میں اس کا مقام بڑااونچاہوگاوہ تین کارنامے سرانجام دے گا۔

ينفون عنه تحريف الغالين

غالی لوگوں نے جودین میں تحریفیں کی ہونگی میراوہ وارث ان تحریفوں کوختم کر کے حقیقی تعلیم کواجاگر کرے گا

وانتحال المبطلين

اور باطل پرستوں نے جودین میں حیلہ سازیاں کی ہونگی ان حیلہ سازیوں کے پردے چاک کرے گااور دین کا حقیقی چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کردے گا

وتاويل الجاهلين

اور جاہل لوگوں نے جوتاویلیں کرلی ہونگی میراوہ وارث جوعدول ہوگااور ہرزمانے میں رہے گاوہ ان تاویلوں کو بالکل واضح کرتے ہوئے دین سے جدا کرتے ہوئے دین کی حقیقی تعلیمات لوگوں کے لیئے عام فرمادے گا۔ جب ہم اس حدیث شریف کا مصداق تلاش کرتے ہیں تو حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سرفہرست نظر آتی ہے آپ نے غالیوں کے ساتھ ڈٹ کر سامنا کیااور یہاں تک کہ قصر شاہی سے ٹکرلی اور بار بار آپکو دھمکیاں ملتی رہیں اور آپکو پیچھے ہٹانے کیلیئے دباؤ ڈالا جاتا رہا حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایک سانس کا یہ اعلان تھا۔

بر ہم ہوں بجلیاں یا ہوائیں خلاف ہوں

کچھ بھی ہو اہتمام گلستاں کریں گے ہم

غالیوں کے خلاف جوڈٹ کر کردار ادا کیا، رسول پاک ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مصداق اتم ٹھہرے اور اللہ نے آپکی تحریک کو کامیاب کیا ایک وقت وہ تھا جب جہانگیر آپ سے سجدے کا طلب گار تھااور بلایا گیا تھا کہ حضرت مجدد (رحمۃ اللہ علیہ) سر جھکا دیں، خدا کی قسم جب حضرت مجدد (رحمۃ اللہ علیہ) کونگاہیں گھور گھور کر دیکھ رہی تھیں کہ ابھی تھوڑا سا سر جھکاتے ہیں میرے مجدد (رحمۃ اللہ علیہ) کی غیرت اعلان کررہی تھی۔

ایک ہے کعبہ میرا اور ایک ہی مسجود ہے

ہر جگہ موزوں نہیں ہے سر جھکانے کیلئے

میں ایک خدا کو سر جھکاتا ہوں ہر جگہ میرا سر نہیں جھک سکتا آپ نے سر اٹھا کر قیامت تک کیلئے برصغیر کے ضمیر کو اللہ کی بارگاہ میں سر بسجود کر دیا ہے اور اس کی برکت سے آج منبر و محراب میں روشنی نظر آتی ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریک کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی وہ جہانگیر جب اسکے لئے سجدوں کا تقاضہ کیا جارہا تھا جب کانگڑا کا قلعہ فتح ہوا پہلی مرتبہ کسی مسلمان حکمران نے اسکو فتح کیا تھا اس کے آغاز پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور خاص دعوت دی گئی اور آپ نے اس شرط پر اس دعوت کو قبول کیا کہ جب میں داخل ہوں گا اس وقت گائے ذبح کی جائے گی، آواز اذان بلند کی جائے گی اور مسجد کا افتتاح کیا جائے گا وہی حکومت جہاں پہ دین الٰہی اور اکبر کے جو مختلف فکری پراپیگنڈے تھے ان کی باتیں ہوتی تھیں وہیں بالآخر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوچ کا سورج طلوع ہوا اور کچھ آپکی فکر نے یہ کہا تھا۔

جہاں انکی یورشیں ہیں وہیں آشیاں بنے گا

کوئی بجلیوں کو جا کے یہ فیصلہ سنا دے

آج وہ وقت آ گیا تھا جس وقت جہانگیر کا 16 واں جلوس شاہی تھا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تجدیدی تحریک اس وقت اپنی کامیابیوں سے ہم کنار ہو چکی تھی دوسری طرف جو حدیث شریف میں ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا

انتحال المبطلین

باطل پرستوں کی حیلہ سازیوں کے خلاف بھی اس کا کام ہوگا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف ہوں یا دیگر رسائل اثبات النبوۃ وغیرہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ہر باطل فرقے کے خلاف ڈٹ کر کام کیا اور باقاعدہ لکھا اور بار بار مکتوبات شریف میں یہ لکھا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت ہے جس کو نجات کا ضامن کہا گیا ہے اور ناجی کہا گیا ہے وہ تمام فرق میں سے اہل سنت وجماعت کی جماعت ہے جسکو رسول پاک ﷺ سے خاص مناسبت حاصل ہے اور فقہی لحاظ سے جو خراج تحسین آپ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا ہے موجودہ دور کے دھندلکوں میں جب غیر مقلدیت کے کئی روپ سامنے آرہے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا ایک ایک جملہ آج بھی ہمیں فکر تازہ دے رہا ہے اور ساری قوم کو دعوت فکر دے رہا ہے اگر مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو امام مانتے ہو اور ان کی بارگاہ میں خراج تحسین کیلئے کتابیں لکھتے ہو پھر جو انکے نظریات ہیں انکو بھی امام ماننا پڑے گا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں لکھتے ہیں

''امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کہ ببرکت ورع وتقویٰ وبدولتِ متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ کہ دیگراں در فہم آں عاجز

وقاصر اند'' فرماتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اجتہاد اور استنباط کے میدان میں سب سے اونچا مقام پایا ہے کتنا اونچا کہ باقی سارے فقہی مجتہد اور آئمہ کو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بلند مرتبے کا ادراک تک نہیں اس قدر خدا نے انکو عروج دیا ہے اور اسکی وجہ کیا ہے دو چیزیں بیان کیں، پرہیز گاری کی وجہ سے اور نبی پاک ﷺ کے نقش قدم کے چلنے کے لحاظ سے اولیت پانے کے لحاظ سے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد اور اولین تابعین کے بعد باقی جتنے لوگ ہیں ان میں سے اتباع سنت کے لحاظ سے اگر تلاش کیا جائے گا تو پہلا نام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جس شخص کو امام اعظم (رضی اللہ عنہ) کہیں انکی فکر کتنی اونچی ہوگی آج کچھ لوگوں کو اس لفظ پر اعتراض ہے کہ ہم امام اعظم رسول پاک ﷺ کو سمجھتے ہیں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو کیا یہ خبر نہ تھی؟ آپ اپنے مکتوبات شریف میں حضرت نعمان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کہہ کر اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ یہ مسئلہ امام اعظم ہونے کا طے شدہ ہے کہ خالق کائنات نے جو مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ کو عطا فرمایا ہے وہ کسی نبی یا رسول کا بھی نہیں وہ تو قائد المرسلین ہیں امام المرسلین ہیں یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ ان کے عہد کے لحاظ سے نہیں کہا جا رہا اور نہ ہی صحابہ کے لحاظ سے کہا جا رہا ہے یہ بعد والوں کے لحاظ سے یہی امام اعظم (رضی اللہ عنہ) ہیں ورنہ سرکار ﷺ کی ذات وہ ذات ہے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں رب کو اسلئے مانتا ہوں کہ ''او رب محمد است'' میں رب کو رب اسلئے مانتا ہوں کہ وہ حضرت محمد ﷺ کا رب ہے۔ اگر چہ اس منصب کا اس لقب کا کوئی بھی ٹکراؤ سرکار کے ساتھ ہوتا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز اس کا قول نہ کرتے آپ نے امام اعظم کی اصطلاح استعمال کر کے قیامت تک یہ پیغام دیا جب مجتہدین کو دیکھا جائے گا فقہاء کو دیکھا جائے گا عابدین کو دیکھا جائے گا صوفیاء کو دیکھا جائے گا اس میں سرفہرست جس شخصیت کا نام آتا ہے وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے اگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے آئمہ کا گزارہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بغیر نہیں ہوسکتا تو ہم جیسوں کا گذارا ان کے بغیر کیسے ہوسکتا ہے اور پھر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس انداز میں خراج تحسین پیش کیا ابوحنیفہ کی ذات کو معمولی نہ سمجھنا ان کی ذات کا ادراک تو دیگر آئمہ کو بھی نہیں ہوسکا فرماتے ہیں کچھ کچھ قریب پہنچے ہیں شافعی پہنچے ہیں جنہوں نے یہ کہا ''الفقهاء كُلّهم عيال ابى حنيفة'' سارے فقہا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں انکے دست نگر ہیں۔

اور فقہ میں صاحب خانہ جس کو کہا جائے گا وہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات ہے اور باقی سارے فقہاء جو ہیں خواہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہوں خواہ امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہوں خواہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہوں خواہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہوں خواہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہوں خواہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ ہوں سارے کے سارے آئمہ ان کے دست نگر ہیں ان کا دیا ہوا کھاتے ہیں ان کے فکر سے خوشہ چینی کرتے ہیں ان کے شجرہ علمی کا پھل کھاتے ہیں اسلئے کہ جس نے سب سے پہلے امت میں کتاب کی صورت میں حدیث لکھنے کا ذوق پیدا فرمایا وہ صرف اور صرف امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے میرے بھائیو! یہ اس کانفرنس کا اہم

مقصد ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت وکردار کو پیش کر کے آج ہم فرقہ واریت کی ریت کو بند کر سکتے ہیں ہمارے ساتھ لوگوں کا اختلاف ہوسکتا ہے جس مجدد رحمۃ للہ علیہ کی اس شان کو مانا گیا کہ وہ برصغیر کی سرزمین پر توحید کی سب سے خطرناک وقت میں اذان پڑھنے والے ہیں جنہوں نے سجدوں کی تخم ریزی کی ہے جنہوں نے دین الٰہی جو اکبر کا بنایا ہوا تھا اور ہندو مسلم اتحاد کا ایک نظریہ تھا اس کے سامنے اپنی فکر کو پیش کر کے وہ کردار ادا کیا

آگئے تھے برق کی زد میں تمام اہل چمن

ہم نے اپنے آشیانے کو مقابل کر دیا

دوسری طرف آپ نے اپنی تعلیمات سے یہ واضح کیا

ہر سینہ نشیمن نہیں جبریل امیں کا

ہر فکر نہیں طائر فردوس کی صیاد

گو فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ

آزادیِ افکار ہے ابلیس کی ایجاد

اگر تمہیں اللہ کے قرب کی طرف پہنچنا ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دھلیز کا ضرور سہارا لینا پڑے گا اس انداز میں اس بات کو واضح کیا، فرمایا میں مجلس شریف کیلئے نصاب دے رہا ہوں میرے جتنے متعلقین ہیں

''در مجلس شریف از کتب تصوف مذکور میشود از کتب فقہ نیز مذکور میشود بلکہ از کتب تصوف اگر مذکور نشود پاک نیست کہ با حوال تعلق دارو در قال درنمی آید و از کتب فقہی مذکور ناشدن احتمال ضرر دارد''

وہ مجلس میں کتاب تصوف کا بھی درس دیں اور کتاب فقہ کا بھی درس دیں فرمایا اگر تصوف کی کتاب کا درس نہ ہو سکے تو کوئی بات نہیں مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ کا درس ضرور ہونا چاہیئے وجہ کیا ہے فرمایا تصوف کا تعلق حال کے ساتھ ہے اور فقہ کا تعلق براہ راست اعمال کے ساتھ ہے جن پر نجات کا مدار ہے اسلیے فرمایا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ کا درس ہمارے حلقہ میں ضرور ہونا چاہیئے جس کی وجہ سے روشنی ملے گی، تازگی ملے گی اور اس انداز میں اس بات کو واضح فرمایا

''نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی دررنگ دریائے عظیم می نماید و سائر مذاہب دررنگ حیاض وجداول''

میں نے کشف کی نگاہ سے دیکھا ہے تو مجھے مذہب حنفی دریا کی شکل میں نظر آیا ہے باقی کوئی حوض تھا کوئی چھوٹی سی نالی تھی مگر جسے دریا کہا جاتا میں نے کشف کی نظر سے بھی اسے دیکھا ہے وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ ہے اور ان کی تحقیقات ہیں اور انکے اجتہادات ہیں سرکار ﷺ کی بارگاہ کے ساتھ براہ راست تعلق رکھنے والے عظیم امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنفی کی اس قدر ترجمانی

کررہے ہیں فرمایا جس جہت سے بھی میں نے پرکھا ہے جس لحاظ سے بھی میں نے دیکھا ہے خواہ وہ عقائد کی بحث ہو خواہ وہ معاملات کی بحث ہو خواہ وہ سنت پر عمل کی بحث ہو یا اجتہاد کی بحث ہو مجھے ہر مقام پر فقہ حنفی دیگر تمام فقہ ہائے اسلامی سے ممتاز نظر آتی ہے، اسکا منظر یوں بیان کیا فرماتے ہیں ''سواد اعظم از اہل متابعان ابی حنیفہ اند'' پوری دنیا میں اہل اسلام میں سے اکثر جو لوگ ہیں ''امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں۔آپ نے فرمایا ہے ''سہ حصہ فقہ او را مُسلّم داشتہ اند و در ربع باقی ہمہ شرکت دارند'' اگر پوری فقہ کے چار حصے کیے جائیں فرمانے لگے تین حصے سب نے امام صاحب کے مانے ہیں اور فقہ کا چوتھا حصہ باقی تمام اماموں کا مشترکہ حصہ ہے۔تین حصے فقہ کے امام اعظم ابوحنیفہ کے ہیں ''او در فقہ صاحب خانہ است'' وہ فقہ میں صاحب خانہ ہیں اور خالق کائنات نے ان کو اس انداز کی تقدیم دی ہے اگر دیکھا جائے کہ کونسا امام سنت کی زیادہ پیروی کرتا ہے تو پھر سب سے پہلے دیکھیں گے وہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے کتنے واضح افکار ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے۔آپ نے باقاعدہ مضمون کے ساتھ ان لوگوں کا رد کیا جو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو صاحب رائے کہتے ہیں اور قیاس کی طرف نسبت کر کے آپکے مرتبے کو گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔فرمایا ''امام ابو حنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیش قدم است'' اگر مجھ سے پوچھو تو تقلید سنت میں بھی ان سے آگے مجھے کوئی نظر نہیں آتا آپ نے اس کی باقاعدہ دلیل دی ''احادیث مرسل را در رنگ احادیث مسند شایاں متابعت میداند و بر رائے خود مقدم می دارد'' فرمایا تمام آئمہ حدیث کے نزدیک حدیث مرسل کا وہ مقام نہیں ہے جو امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے نزدیک مقام ہے حدیث مرسل وہ ہوتی ہے جس میں تابعی کے بعد سکوت ہوتا ہے تابعی کا نام ہوتا ہے آگے صحابی کا نام نہیں ہوتا کہ وہ کہے کہ یہ بات میں نے رسول پاک ﷺ سے سنی ہے صرف تابعی تک سند پہنچی آگے جا کے معاملہ ختم ہو گیا اس حدیث کو حدیث مرسل کہتے ہیں اور جس حدیث میں کہیں سکوت نہ ہو اسے متصل کہتے ہیں اور تابعی کے بعد بھی متصل ہو تو اسے مسند کہتے ہیں میرے امام فرماتے ہیں کہ علم حدیث کے لحاظ سے بھی امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کا یہ مقام ہے کہ جس نے سب سے زیادہ تقلید سنت کی ہے وہ ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی ذات گرامی ہے باقی سب حدیث مرسل کو ترک کررہے تھے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جو فرماتے ہیں کہ حدیث مسند تو مسند رہی میں تو حدیث مرسل کو بھی اپنی رائے پر مقدم کروں گا اگر حدیث مرسل مل جائے گی تو پہلے اس پر عمل کیا جائے گا حدیث صحیح (مسند) تو صحیح رہی فرمایا ان کے ہاں سنت نبوی ﷺ کا اتنا احترام ہے (مقام) ہے اگر بالکل ایسی حدیث مل رہی ہے کسی مسئلہ کے بارے میں جو مرسل ہے مسند نہیں ہو سکی وہاں بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قیاس کو ترک کیا ہے وہاں بھی فقہ حنفی کو شاندار بنایا ہے کہ حدیث مرسل کو بھی اپنے قیاس پر مقدم کیا ہے بلکہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک فرمایا

''ہمچنیں قول صحابی را بواسطہ شرف صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بر رائے خود مقدم میدارد''

کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول کو بھی اپنے قیاس پر ترجیح دی ہے اور اس میں وجہ کیا تھی

فرمانے لگے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں شرف صحبت حاصل ہے رسول پاک ﷺ کے پاس بیٹھنے والا انسان اگر چہ یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ میں نے سرکار ﷺ سے سنا ہے امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کے اس قول کو بھی مقدم رکھتا ہوں اور اپنے قیاس کو آگے نہیں آنے دیتا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخصیت نے حدیث تو حدیث رہی صحابی کے قول کو اپنے قیاس پر مقدم کیا ہو اس کو یہ الزام دینا کہ وہ صاحب رائے ہے اور قرآن وسنت کے مقابلے میں اپنی رائے منواتا ہے فرمایا اس کا حقیقت سے بالکل کوئی تعلق نہیں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی باتیں کرنے والے لوگوں کے بارے میں آپ فرماتے ہیں

''ناقصے چند احادیث چند را یاد گرفتہ اند را احکام شریعت را منحصر دراں ساختہ اند و ماورائے معلوم خود نفی مینمانید دانچہ نزد ایشاں ثابت نہ شدہ منتفی میسازند۔

چو آں کرمے در سنگے نہاں است

زمین و آسمان او ہمہ نست

''چند ناقص لوگوں (غیر مقلدین) نے چند احادیث یاد کر لی ہیں، احکام شریعت کو ان میں بند کر لیا ہے جو انھیں معلوم ہے اس کے ماسوا ہر چیز کی نفی کرتے ہیں اور جو ان کے نزدیک ثابت نہیں ان کی نفی کرتے ہیں اس کیڑے کی طرح جو ایک پتھر میں چھپا ہوا ہے اس کا زمین و آسمان وہی ہے۔''

ناقص لوگ چند حدیثیں یاد کر لیتے ہیں اور میرے امام رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کرتے ہیں فرمایا یہ انکی خام خیالی ہے فرمایا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کو خالق کائنات نے روایت میں بھی بلند مقام عطا فرمایا ہے، درایت میں بھی بلند مقام عطا فرمایا ہے چنانچہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اجلّہ خلفاء میں سے ہیں جن کے بارے میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں خواجہ پارسا رضی اللہ عنہ کو حضرت خضر علیہ السلام کے طبقہ کے اولیاء کا فرد مانتا ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا تھا خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ فصول ستہ میں لکھتے ہیں

''نقل معتمدی آرد کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول عمل بمذہب امام ابی حنیفہ خواہد کرد رضی اللہ عنہ وحلال اورا حلال خواہد داشت وحرام اورا حرام''

کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کا نزول ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد فقہ حنفی پر عمل کریں گے۔ جو امام صاحب نے حلال قرار دیا ہے اسے حلال کہیں گے جو امام صاحب نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام کہیں گے اور پھر اس بات کی وضاحت کر دی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد فقہ حنفی کے مقلد بن جائیں فرمایا نہیں نہیں اللہ کے نبی کی شان بڑی اونچی ہے مطلب یہ ہے ''یعنی اجتہاد روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید ایں مذہب خواہد کرد'' اپنے طور پر اجتہاد کرتے ہوئے جب

کوئی فیصلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے جو نتیجہ نکلے گا وہ وہی ہوگا جو صدیوں پہلے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نکالا تھا اس انداز کی روحانی موافقت ہوگی یہ تمام وہ افکار تھے جو فقہی مباحث کے لحاظ سے مکتوبات شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے پیش کیے ہیں میں نے انکا مختصر سا حصہ آپکے سامنے پیش کیا اور میں تمام قوم کو دعوت فکر دیتا ہوں جو میرے مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو امام مانتی ہے تو مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات کو بھی امام مانا جائے، غیر مقلدیت کی جو سوچ آج ابھر رہی ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا رد کیا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے موقف کی بھر پور حمایت کی ہے میری دعا ہے کہ خالق کائنات اس کانفرنس کو تسلسل اور عروج عطا فرمائے (آمین)

(نوٹ) یہ تقریر حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی دامت برکاتہم العالیہ نے ہمدرد سنٹر لٹن روڈ لاہور میں حضرت مجدد الف ثانی کانفرنس منعقدہ 17 اپریل 2004ء بروز ہفتہ ایک عظیم الشان اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمائی۔

اللہ والوں کی سرزمین

جمیل اطہر سرہندی

سرہند کو فقیروں اور درویشوں کی دنیا میں ہمیشہ قدر ومنزلت کا مقام حاصل رہا ہے یہ اللہ کے وہ برگزیدہ بندے تھے جنھوں نے سینکڑوں سال تک اس سرزمین میں نیکی اور پاکیزگی کے بیج بوئے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کا مقدس فرض ادا کیا۔ سرہند کو طویل عرصہ تک ہندوستان میں بہت اہم مقام حاصل رہا ہے اور یہ شہر صدیوں تک علاقے میں ہزاروں لوگوں کی تقدیر سنوار نے اور بدلنے کا مرکز اور محور بنا رہا ہے خاص طور پر ہندوستان میں مغلیہ حکمرانوں کے دور میں سرہند کو سیاسی اور دینی اعتبار سے قیادت وسیادت کا مرکز بنے رہنے کا شرف حاصل رہا۔ سرہند نشیب وفراز کے بے شمار ادوار سے گزرا کئی بار خانہ جنگی ہوئی کئی بار یہ میدان جنگ بنا اور ہر بار پنجاب کی ریاست پٹیالہ کا یہ تاریخی شہر تاریخ کا رخ بدلنے میں اپنا کردار ادا کرتا رہا۔ یہ عجیب بات ہے کہ سرہند مسلمانوں کی تگ وتاز کا ہی محور نہیں رہا بلکہ سکھوں کے کئی اہم معرکے بھی اسی سرزمین پر سر کئے گئے یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی ابدی آرام گاہ جسے علاقے کے مسلمان روضہ شریف کے نام سے یاد کرتے ہیں، آدھے میل کے فاصلے پر سکھوں کا متبرک مقام گوردوارہ فتح گڑھ صاحب بھی واقع ہے۔ روضہ شریف مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کو بحال اور برقرار رکھنے کی عہد آفرین جدوجہد کی گواہی دیتا ہے۔ جو حضرت شیخ احمد سرہندی نے مغلیہ حکمرانوں اکبر اور جہانگیر کے دور میں نہایت استقامت اور اولوالعزمی کے ساتھ انجام دی۔ اسی طرح سکھوں کا یہ متبرک مقام ہندوؤں کے اقتدار اعلیٰ کے خلاف سکھوں کے کئی معرکوں کا مظہر ہے۔ سرہند شریف مسلمانوں کے قلب ونگاہ کو نئی روح عطا کرتا ہے اس لئے کہ اس کے چپے چپے میں مسلمانوں کے ان اسلاف کے مدفن ہیں جنھوں نے ظلمت وتاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اسلام کی نورانی شمع کو فروزاں رکھا اور اس اعلیٰ وارفع نصب العین کی خاطر کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مدفن دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے اسی طرح کشش کا باعث ہے جس طرح آگرہ میں تاج محل ایک مسلمان بادشاہ اور اس کی ملکہ کی دائمی اور ابدی محبت کا نشان بن کر عقیدت مندوں کیلئے مرکز نگاہ بنا ہوا ہے روضہ شریف کو اس بناء پر زیادہ فوقیت حاصل ہے کہ تاج محل تو محض دو دلوں کی محبت کا ایک لازوال نشان ہے جب کہ حضرت شیخ احمد سرہندی نے لاکھوں دلوں کو مسخر کیا انھیں ایمان وایقان کی روشنی عطا کی اور اپنے کردار اور عمل سے ایسی ضوفشانی کی کہ گم کردہ راہ مسلمان اپنے حقیقی راستے پر واپس آنے لگے اور ان کے ذہنوں میں جو الجھاؤ پیدا ہو گئے تھے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی شب وروز کاوشوں سے وہ اس طرح سلجھ گئے کہ اسلام کے افق پر رنج

وغم، مایوسی اور افسردگی کے جو بادل منڈلانے لگے تھے وہ چھٹ گئے اور مطلع پوری طرح صاف ہوگیا۔ شیخ احمد فاروقی سرہندی کا یہ کارنامہ کہ انہوں نے نہایت پرامن طریقے سے اسلام کے احیاء کی جنگ اس قدر کامیابی سے لڑی کہ انہوں نے برصغیر ہندوپاک کے تمام مذاہب کے پیروکاروں پر یہ حقیقت واشگاف کردی کہ اسلام امن وعافیت کا دین ہے اور اس کا پیغام اخوت ومحبت کا پیام ہے اور یہ پیام وپیغام صرف انہی کیلئے نہیں ہے جو حلقہ بگوش اسلام ہیں یہ پیغام تو تمام مذاہب کے پیروکاروں کیلئے ہے کہ وہ اللہ کی طرف لوٹ آئیں اور اس کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے دین اسلام میں جوق درجوق داخل ہوجائیں کہ یہی دین انسانوں کو راستی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور اسی پر دنیا اور آخرت کی فلاح مضمر ہے۔ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ عالمگیر پیغام ومحبت کو لے کر اٹھے اور سرہند کو تصوف کی دنیا میں ایک غیرفانی مقام عطا کرگئے انہوں نے سرہند کے مرکز ملت سے سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو آواز دی اور انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کا اہتمام کیا دین اسلام کی حقانیت پران کا ایمان اس قدر پختہ تھا کہ یہ فقیر خدامنش نہ وقت کے حکمرانوں کے سامنے جھکا نہ اس نے منبرومحراب سے اٹھنے والی علماء سوء کی مخالفت کی کوئی پروا کی انہوں نے تصوف کی دنیا کے سیاہ کاروں کے تاروپود بھی بکھیرے اور جو لوگ دین کے پردے میں لادینیت کی جڑیں مضبوط کررہے تھے ان کو بھی بے نقاب کیا اور وہ برسوں کی صبرآزما جدوجہد سے لوگوں پر یہ حقیقت واضح کرسکے کہ اسلام کا اصل چہرہ کیا ہے اور علماء نے اس چہرے پر کیسے کیسے نقاب ڈال رکھے ہیں سرہند ہمیشہ سے اللہ کے نیک بندوں کی مساعی جمیلہ کا مرکز رہا ہے یہاں بدھ مذہب کے بھی اثرات رہے اور سکھوں کی مختلف تحریکیں بھی اپنے اثرات دکھاتی رہیں۔ یہ تاریخی شہر سکھوں کے ایک اہم شہر پٹیالہ سے 35 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے پٹیالہ، انبالہ، چندی گڑھ، اور لدھیانہ سے اس کا ایک جیسا فاصلہ ہے سرہند کے بارے میں البیرونی کی روایت یہ ہے کہ یہاں ابتداء میں ثریا دانشی حکمرانوں نے اپنا اقتدار قائم کیا اور بعد میں یہ پال بادشاہت کا ایک اہم سرحدی شہر بن گیا ایک اور روایت کے مطابق سرہند کابل کی برہمن بادشاہت کا مشرقی سرحدی شہر بھی رہا گیارھویں صدی عیسوی میں جب محمود غزنوی نے ہندوستان پرحملہ کیا تو سرہند پر ہندو بادشاہوں کی حکمرانی ختم ہونے کی راہ ہموار ہوئی اور ہندو حکمرانوں کا سرہند پر راج اس وقت انجام کو پہنچا۔ جب ۱۱۹۳ء میں محمد غوری نے پرتھوی راج چوہان کو شکست دی بعد ازاں خاندان غلاماں کے سلطان آرام شاہ نے سرہند پراپنے اقتدار کا پرچم لہرایا۔ نصیرالدین قباچہ نے ۱۲۱۰ء میں سرہند کو فتح کیا لیکن کچھ عرصہ بعد سلطان التمش نے یہ علاقہ دوبارہ فتح کرلیا بلبن کے بھانجے شیرخان نے سرہند میں ایک پرشکوہ قلعہ تعمیر کیا بعد ازاں لودھی خاندان نے سرہند پر حکمرانی کی اور جب ۱۵۲۶ء میں پانی پت کی پہلی لڑائی لڑی گئی اور بابر نے ابراہیم لودھی کو شکست سے دوچار کیا تو سرہند مغل بادشاہوں کی حکمرانی میں آگیا۔ نقشبندی سلسلہ کے صوفیاء نے ہندوستان میں تجدید احیاء دین کی جدوجہد میں نہایت اہم کردار ادا کیا اس جدوجہد کی ابتداء نقشبندی سلسلہ کے بانی حضرت

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا تھا جنہوں نے حقیقت میں نقشبندی سلسلے کی پہلی اینٹ رکھی تھی۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ نقشبندیہ متعارف ضرور کروایا تھا لیکن اس سلسلہ کو نئی روح اور تازگی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بخشی۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہکے لقب سے موسوم ہوئے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہکی ولادت باسعادت 5 جون 1564ء کو ہوئی۔ روایات میں آیا ہے کہ ان کی ولادت کی نوید برسوں پہلے ہی دے دی گئی تھی اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہکی ہندوستان آمد اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کی خوشخبری پانچ سو برس پہلے دے دی تھی اور اپنے بیٹے شیخ عبدالرزاق کو وہ خرقہ بھی عطا فرما دیا تھا۔ جو نسل در نسل منتقل ہو کر حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا جانا تھا یہ کام آخر کار 1604ء میں سید سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہکے ہاتھوں پایہ تکمیل کو پہنچا ،سید سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہکا تعلق عظیم مسلمان صوفی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تھا۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے بارے میں بہت سی روایات ہیں جن میں سے ایک روایت یہ ہے کہ جب وہ دنیا میں تشریف لائے تو تمام وہ صوفیا جو اس وقت تک گزر چکے تھے حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کو مبارک باد دینے کیلئے تشریف لائے اور حضرت شیخ احمد کے والد حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہنے خواب میں دیکھا کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کئی دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے جلو میں نوزائیدہ بچے کے کانوں میں اذان دے رہے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہکی ولادت ہوئی تو اس کے ساتھ ہی آلات موسیقی بجنا از خود بند ہو گئے اور اسے اس بات کا اشارہ سمجھا گیا کہ موسیقی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ نہیں ہے۔ اس بناء پر کئی موسیقاروں نے اس شغل سے توبہ کر لی دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہکے والد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ تصوف میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے لیکن انہیں نقشبندی سلسلے سے کوئی سروکار نہ تھا جب 99-1598ء میں ان کے والد نے داعی اجل کو لبیک کہا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہنے فریضہ حج ادا کرنے کیلئے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کیا اور راستے میں دہلی قیام کیا یہیں آپ کی ملاقات حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہکے پاس قیام کا فیصلہ کیا اور حج پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور یہیں اپنے روحانی پیشوا کے قدموں میں رہ کر دولت ایمانی حاصل کر لی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہنے دو ماہ تک حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو تزکیہ کے عمل سے گزارا اور پھر انہیں سرہند چلے جانے کا حکم دیا چار سال تک آپ رحمۃ اللہ علیہسرہند میں ایمان وایقان کی روشنی بکھیرتے رہے اور پھر جب آپ دوبارہ حضرت خواجہ

باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہنے ان کی غیر معمولی پذیرائی کی۔ یہ پذیرائی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہکے دوسرے مریدوں میں بدگمانی کا سبب بھی بنی جس پر آپ پھر سرہند تشریف لے آئے ایک روایت میں آیا ہے کہ جب سرہند واپسی پر انہیں سلسلہ قادریہ کا خرقہ عطا فرمایا گیا تو کئی دوسرے سلسلوں چشتیہ اور سہروردیہ کے اکابر نے بھی خواب میں حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ ان کے سلسلہ ہائے تصوف کے خرقے قبول فرمالیں لیکن آخر میں حضرت نبی اکرم ﷺ نے بشارت دے کر یہ مسئلہ سلجھایا اور حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہسلسلہ نقشبندیہ سے وابستگی کیلئے پوری طرح یکسو ہو گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ 1603ء میں پھر دہلی تشریف لے گئے اور اپنے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ بعدازاں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہلاہور تشریف لے گئے جہاں صوفیاء اور علماء نے ان کا دل کی گہرائیوں سے خیر مقدم کیا لاہور میں قیام ہی کے دوران آپ کو اپنے روحانی پیشوا حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال کی خبر ملی جس پر آپ نے لاہور کا قیام مختصر کر دیا اور پھر دہلی تشریف لے گئے جہاں انہیں سلسلہ نقشبندیہ کی سربراہی کا اعزاز عطا کیا گیا اور اس حیثیت میں آپ کی دستار بندی ہوئی یہ وہ گھڑی تھی جب حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی اور دور دور سے لوگ ان سے کسب فیض کیلئے حاضر ہونے لگے۔ انہوں نے لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے فیض یاب کیا۔ اس وقت ہندوستان میں دین اسلام کو بے شمار مسائل اور مشکلات کا سامنا تھا اسلام کی تعلیمات پر ہندو دھرم کے اثرات ہویدا ہونے لگے تھے اور اسلام کے اصل چہرے کو ہندومت کی دھند نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور یہ محسوس کیا جانے لگا تھا کہ اہل اسلام کو اسلام کی اصل تصویر سے آشنا کیا جائے اکبر کا دین الٰہی بھی اپنا کام دکھانے لگا تھا حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام فتنوں کے خلاف مسلمانوں کو شعور اور آگہی عطا کی۔ علماء سوء اور بھٹکے ہوئے صوفیاء نے اپنے اپنے مفادات کے تابع حضرت شیخ احمد سرہندی کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہنے اپنے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سونپے ہوئے مشن اور نصب العین کو پورا کرنے کا پختہ عزم کر لیا تھا اکبر اور جہانگیر کے دربار میں دو ہزاری اور پنج ہزاری خلعتیں رکھنے والے متعدد درباری ان کے خلاف کھل کر سامنے آنے لگے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف تبلیغ و تربیت کا فریضہ انجام دے رہے تھے اور دوسری طرف شاہی درباروں میں ہونے والی سازشوں کا مقابلہ کر رہے تھے کئی مسلمان علماء جہانگیر کے کان بھرنے لگے اور حضرت شیخ احمد سرہندی کے خلاف زہر اگلنے کا کام تیز تر ہو گیا ادھر حضرت کی تبلیغ کے ثمرات سامنے آنے لگے اور کئی اعلیٰ افسر شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے متاثر ہو کر ان کے مرید بن گئے سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے متاثر ہو کر جہانگیر نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہکے حامی کئی فوجی

جرنیلوں کو دور دراز علاقوں میں تبدیل کر دیا اور آپ کے ایک خاص مرید جرنیل مہابت خان کو انتقام کے طور پر کابل بھیج دیا۔ لیکن حضرت کے پایہ استقلال میں لغزش نہ آنے پائی اور انہوں نے لوگوں کو اللہ و رسول ﷺ کی تعلیمات کی طرف بلانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ جہانگیر نے حکم دیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے دربار میں حاضر ہوں اور دربار کی روایت کے مطابق بادشاہ کو سجدہ تعظیمی بجالائیں حضرت شیخ احمد سرہندی نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو روا ہے اور وہ اس کے سوا نہ کسی کے سامنے جھکے ہیں اور نہ جھکیں گے کوئی فانی شخص سجدہ کا سزاوار نہیں۔ بادشاہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس اعلان حق پر مشتعل ہو گیا اور اس نے غصے میں بھر کر یہ حکم دے دیا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا جائے جہانگیر کے اس اقدام نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں کو سخت مضطرب کر دیا کابل سے مہابت خان نے جہانگیر کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا فیصلہ کیا لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تین سال تک قلعہ گوالیار کے قید خانے میں صعوبتیں جھیلیں اور قفس میں بھی قیدیوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دیتے رہے ۔اور بادشاہ کے مصاحبوں کو گوالیار سے بھی مکاتیب لکھتے رہے اور انہیں اسلام کی حقانیت اور صداقت کا پیغام پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیتے رہے پھر وہ سعید گھڑی آئی جب جہانگیر کو حضرت مجدد الف ثانی کے پیغام کی سچائی کا احساس ہوا اور پھر وہ اپنی حماقتوں پر ہاتھ ملنے لگا اور اس نے حضرت سے اپنی غلطیوں پر شرمندگی اور ندامت کا اظہار کیا اور وہ تمام احکامات اور روایات منسوخ کر دی گئیں جو اکبر کے دین الٰہی کا ورثہ تھیں اور جنہوں نے اسلام کے چہرہ کو دھندلا دیا تھا گمراہی کے بادل چھٹ گئے اور اسلام کا آفتاب پھر ہندوستان کے آسمان پر ضوفشاں ہو گیا۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 63 سال کی عمر میں 26 نومبر 1624ء کو ہوا حقیقت یہ ہے کہ ان کے وصال سے تبلیغ تصوف معاشرتی اصلاح تزکیہ وتقویٰ کا وہ سورج غروب ہو گیا جو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بقول صوفیا میں مانند ماہتاب تھا اور جس نے ہندوستان میں تصوف کے وہ چراغ روشن کیے جن سے وہ آج تک منور چلا آ رہا ہے بعض بزرگ یہ فرماتے ہیں کہ عرب کے صحراؤں میں پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے ظلمتوں کو اسلام کے نور سے کافور کرنے کا جو فرض سرانجام دیا تھا ہندوستان میں ہزارہ دوم کے دوران اسے نئی زندگی اور نئی روح بخشنے کا شرف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کیا اور تجدید اصلاح دین کے اس کام میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں انہوں نے اپنے مکاتیب اور دینی تصانیف اور ان کے خلفاء اور مریدوں کی تحریری کاوشوں نے متحدہ ہندوستان میں جو اب پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش پر پھیلا ہوا ہے لاکھوں لوگوں کے قلوب واذہان کو اسلام کے سانچے میں ڈھالا اور انہیں اس پیغام کی طرف بلایا جو کہ بانی اسلام حضرت نبی اکرم ﷺ نے گمراہ انسانیت کو صراط مستقیم پر لانے کیلئے لوگوں تک پہنچایا تھا۔

خانقاہ عالیہ روضہ شریف برصغیر پاک وہند میں نقشبندی سلسلہ کے مزارات مقدسہ میں مقدس ترین مقام ہے اس چشمہ فیض کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ برصغیر کے طول وعرض سے ہزاروں افراد جوق در جوق فیض حاصل کرنے روضہ شریف آتے ہیں اس وقت روضہ شریف کے سجادہ نشین خلیفہ حضرت سید محمد یحییٰ نقشبندی مجددی ہیں روضہ شریف فتح گڑھ صاحب کے قریب سرہند بسی پٹھاناں روڈ پر واقع ہے پاکستان بننے سے پہلے سرہند شریف ریاست پٹیالہ کی ایک تحصیل تھی پاکستان بننے کے بعد جب ریاستیں ختم کردی گئیں تو سرہند ضلع فتح گڑھ کی ایک تحصیل بن گئی سرہند کا شہر تین حصوں میں منقسم ہے آبادی کا کچھ حصہ سرہند ریلوے اسٹیشن کے قریب واقعہ ہے اب کاروبار اور تجارتی سرگرمیوں کا یہی مرکز ہے سرہند شہر یہاں سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے پاکستان بننے سے پہلے یہاں آبادی کی اکثریت مسلمانوں کی تھی سرہند کا تیسرا حصہ سرہند بسی ہے پاکستان بننے سے قبل بسی ایک پر رونق اور آباد شہر تھا۔ مگر مرور ایام سے اب یہ ایک پسماندہ قصبے میں تبدیل ہوگیا ہے روضہ شریف کا صدر دروازہ سرہند منڈی سے بسی پٹھاناں جانے والی سڑک پر واقع ہے یہ آستانہ عالیہ روضہ شریف 1922ء میں صوبہ ممبئی سے تعلق رکھنے والے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں نے تعمیر کیا تھا ایک زائر جونہی صدر دروازہ سے آستانہ عالیہ روضہ شریف میں قدم رکھنے کی سعادت حاصل کرتا ہے تو اس کے اندر ایمان کی روشنی نور ونکہت بکھیر دیتی ہے اور وہ اپنے ایمان کو زیادہ مستحکم اور محکم محسوس کرنے لگتا ہے جونہی صدر دروازے سے داخل ہوں تو دونوں طرف حجروں کی ایک لمبی قطار ہے یہ کم وبیش سو سال پہلے کے تعمیر کردہ ہیں۔ جہاں روشنی بیت الخلاء اور دوسری کوئی سہولت میسر نہیں لیکن ان حجروں کی اصل اہمیت یہ ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم معماروں نے ان حجروں میں قرآن حکیم کی تلاوت کی اور دنوں ہفتوں اور مہینوں یہاں اپنے معبود حقیقی کی عبادت میں شب وروز بسر کئے آج بھی ہر امیر وغریب ہر چھوٹا و بڑا ہر زاہد وگنہگار ان حجروں میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت کرتا ہے افغانستان خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے متاثر ہے اور وہاں سے ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ روضہ شریف آتے ہیں اور یہاں سے ایک نیا عزم اور ایمان لے کر واپس جاتے ہیں اور ان کا بسیرا انہی شکستہ وخستہ حجروں میں ہوتا ہے بے شمار لوگ رمضان المبارک کا پورا مہینہ ان حجروں میں بسر کرتے ہیں سالانہ عرس کے زمانہ میں یہ حجرے زائرین سے بھر جاتے ہیں اور روضہ شریف کے پورے احاطے میں کوئی جگہ ایسی نہیں بچتی جہاں زائرین نے ڈیرے نہ ڈالے ہوئے ہوں روضہ شریف کی فضا اور ماحول برصغیر کی دیگر درگاہوں اور مزاروں کے مقابلہ میں بہت ہی مختلف ہے یہاں آکر انسان بہت سکون وعافیت محسوس کرتا ہے عرس کے دنوں میں یہاں کوئی شور وغوغا ہوتا ہے اور نہ ہی دوسری درگاہوں کی طرح ڈھول پیٹے جاتے ہیں نہ بھنگڑا ڈالا جاتا ہے اور نہ ہی کوئی بلند آواز سے بولتا ہے حجروں سے قرآن حکیم کی تلاوت کی روح افزا آوازیں سنائی دیتی ہیں سال کے باقی دنوں میں برصغیر کے طول وعرض سے زائرین روضہ شریف آتے ہیں چند روز یہاں قیام کرتے ہیں اور یہاں سے ولولہ تازہ لے کر اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے ہیں روضہ شریف کی محبت صرف۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں تک ہی محدود نہیں ہے خانقاہی نظام کے دوسرے سلسلوں کے وابستگان بھی روضہ شریف آکر اپنی عقیدت ومحبت

کے پھول نچھاور کرنے میں فخر وسعادت محسوس کرتے ہیں بے پایاں عقیدت وارادت کے جذبات اب بزرگ نسل سے نوجوانوں کی طرف منتقل ہورہے ہیں اور وہ بھی روضہ شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہکی ابدی آرام گاہ کے چاروں طرف آرام فرمارہے ہیں اس سلسلہ کے بزرگوں کی یہ تمنا اور آرزو رہی ہے کہ جب وہ اس دنیا سے کوچ کر جائیں تو انہیں سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے سائے میں آسودہ خاک ہونا نصیب ہو۔ ہندوستان افغانستان اور بنگلہ دیش کے سلسلہ نقشبندیہ کے بے شمار بزرگ یہیں تہ خاک آرام فرمارہے ہیں پاکستان کے لوگوں کو ہندوستان کے ساتھ کشیدہ تعلقات کے باعث یہ سعادت میسر نہیں بعض خوش نصیب ایسے بھی ہیں کہ جنہیں خانقاہ کے اندرونی حصے میں قبر کیلئے دوگز جگہ مل جاتی ہے ایسے خوش نصیبوں کی کون ہمسری کرسکتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہکی خانقاہ میں داخل ہونے کے بعد ان کے مزار کی طرف جاتے ہوئے جس گلی سے گزرتے ہیں اسے عقیدت مند فرط محبت سے بہشتی گلی کہتے ہیں خانقاہ کے اس حصے کے دروازے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم یا اللہ یا محمد اور درج ذیل شعر درج ہے

چہ عالی شاں دربار امام دین ربانی ملائک صف بہ صف ایستادہ ایں جاہ بہر دربانی

بہشتی گلی کے دائیں طرف وسیع وعریض مسجد واقع ہے جہاں پیروان اسلام خشوع وخضوع سے نمازیں ادا کرتے ہیں عرس کے موقع پر نعت خوانی اور تلاوت قرآن حکیم (قرأت) کی محفلیں اسی مسجد کے وسیع وعریض احاطہ میں منعقد کی جاتی ہیں زائرین اپنے مرشد وامام۔۔۔۔۔امام دین ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کیلئے زمزمہ ہائے نعت اور تلاوت آیات قرآنی میں مصروف رہتے ہیں دربار امام دین ربانی کے موجودہ سجادہ نشین سید محمد یحییٰ نقشبندی مجددی کی عمر اس وقت بہت تھوڑی تھی جب ان کے والد خلیفہ سید محمد صادق نقشبندی مجددی خالق حقیقی سے جاملے تھے ان کی جگہ عارضی طور پر جب تک خلیفہ محمد صادق کے بیٹے بالغ نہ ہوجائیں سید مقبول احمد کو خلیفہ نامزد کیا گیا تھا خلیفہ سید محمد صادق کے بیٹے سید محمد یحییٰ 1947ءمیں اپنی والدہ کے ساتھ پاکستان ہجرت کر گئے تھے 1977ء میں جب ان کی عمر 34 سال ہوگئی انہوں نے اپنے والد کی جانشینی کا منصب حاصل کرنے کیلئے پاکستان سے سرہند شریف کا سفر کیا اور اللہ تعالیٰ کی منشاء سے وہ عدالتی فیصلہ کی رو سے اپنے والد کے جانشین ٹھہرے خلیفہ محمد یحییٰ سجادہ نشین بننے کے بعد اس درگاہ کی عظیم روایات کی پاسداری کے لئے شب وروز کوشاں ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہکی ابدی آرام گاہ کی زیارت کیلئے جو شخص بہشتی گلی میں داخل ہوتا ہے اسے سکون وعافیت کی غیر معمولی کیفیت کی سرشاری کا احساس ہوتا ہے انسان چند لمحوں کیلئے اپنے تمام غم وآلام بھول جاتا ہے اور اپنے خالق حقیقی سے لو لگا لیتا ہے اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وقت کی رفتار تھم گئی ہے اور انسان اور اس کے معبود کے درمیان کوئی فاصلہ باقی نہیں رہا۔

عرس کے زائرین کی تعداد کم کرنے پر احتجاج

جمیل اطہر سرہندی

حضرات میں ایک اہم مسئلہ کی طرف پاکستان کی مذہبی امور کی وزارت اور اسکے نئے نئے وزیر جناب اعجاز الحق کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ سالہا سال سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ پاکستان سے زائرین کی ایک جماعت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کیلئے سرہند شریف جاتی ہے پاکستان بننے کے جلد بعد یہ سلسلہ شروع ہوا تھا اور اب چند سالوں سے 200 زائرین اس جماعت میں شامل ہورہے تھے اور پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات کی خرابی کے باوجود یہ تعداد 200 ہی رہی لیکن اس مرتبہ یہ عجیب اتفاق ہوا ہے اسے سوئے اتفاق ہی کہنا چاہیئے کہ پہلے زائرین کی تعداد میں پچاس فی صد کمی کرکے 200 کی بجائے 100 تعداد کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور باوجودیکہ وزارت مذہبی امور 200 اصحاب کو منظوری کے خطوط بھیج چکی تھی 100 لوگوں کے نام وزارت مذہبی امور نے اپنے طور پر روک کر 100 لوگوں کو اجازت دی کہ وہ اس سال سرہند شریف جائیں اور آخری مرحلہ پر یہ ظلم کیا گیا کہ یہ 100 کی تعداد بھی کم کرکے پینتالیس کردی گئی جبکہ اس سے پہلے کسی اور عرس کے موقع پر ایسا کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ ہم یہ جسارت تو نہیں کرسکتے کہ اس اقدام کو، اس کارروائی کو، اور اس فیصلے کو حکومت کے ان اقدامات کا اور حکمت عملی کا اور پالیسی کا حصہ قرار دیں جو وہ مختلف معاملات میں غیر اسلامی شعائر کی حوصلہ افزائی اور اسلامی شعائر کی حوصلہ شکنی کیلئے کررہی ہے لیکن بہرحال پاکستان کے مسلمانوں کو یہاں سے سلسلہ نقشبندیہ کے وابستگان کو اس صورت حال پر گہری تشویش ہے اور مزید آپ کو حیرت ہوگی پاکستان بننے کے بعد سرہند شریف سے سب سے زیادہ لوگ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آکر آباد ہوئے وہاں پر کئی مساجد حضرت مجدد سے منسوب ہیں اور وہاں کی ایک اضافی آبادی کا نام سرہند بستی ہے لیکن وزارت مذہبی امور نے نامعلوم کن وجوہات کی بنا پر یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس سال کسی زائر کو ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جانے کی اجازت نہ دی جائے، یہ بہت ہی افسوسناک اقدام ہے۔ بہت ہی افسوس ناک فیصلہ ہے۔ یہ سوسائٹی، یہ اجلاس اس فیصلہ پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور وفاقی وزارت مذہبی امور سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ آئندہ ایسی حکمت عملی اختیار نہ کرے اور زائرین کی تعداد میں مناسب اضافہ کرے کیونکہ آبادی میں اضافہ ہورہا ہے، سلسلہ نقشبندیہ کی وسعت روز بروز بڑھ رہی ہے اور اس کے وابستگان میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے، ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ زائرین کی تعداد 200 سے 300 کی جاتی، 400 کی جاتی، اور 500 کی جاتی، جبکہ تمام لوگ اپنے خرچ پر جاتے ہیں کوئی حکومت اس پر subsidy (اعانت) نہیں دیتی کوئی مالی اعانت نہیں کرتی لوگ اپنا قیمتی وقت اور اپنا پیسہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کے اظہار کیلئے وقف کررہے ہیں اور وہاں سے کسب فیض کیلئے یہ کرتے ہیں تو اس مسئلہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی بجائے حکومت کا فرض اور وزارت مذہبی امور کا فریضہ اس میں آسانیاں پیدا کرنا ہونا چاہیئے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں آپ کی تائید کے ساتھ اور حمایت کے

ساتھ کہ پاکستان کے لوگوں کو وزارت وفاقی مذہبی امور کے اس اقدام پر گہری تشویش ہے وہ اس کی مذمت کرتے ہیں اور ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ آئندہ ایسا کوئی اقدام نہ کیا جائے بلکہ زائرین کی تعداد میں پاکستان کی آبادی میں اضافے کی شرح سے اضافہ کیا جائے۔

میں آخر میں آپ سب حضرات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ اپنا قیمتی وقت دیکر یہاں یہ تقریب منانے کی روایت کو زندہ کئے ہوئے ہیں اس کو تازہ رکھے ہوئے ہیں حقیقت یہ ہے جب تک ہمارے دلوں میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ الفت اور ان کے افکار و نظریات سے وابستگی کی یہ شمع روشن ہے ہمارا یقین اور ہمارا ایمان یہ ہے کہ پاکستان انشاءاللہ اسلامی تعلیمات کا گہوارہ ہی بنا رہے گا اور یہاں وہ کوششیں، وہ مقاصد، ان لوگوں کی سازشیں، ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہوں گی، جو اس کے اسلامی تشخص کو تباہ کرنے کے درپے ہیں انشاءاللہ وہ ناکام ہوں گے بالکل اسی طرح ناکام ہوں گے جیسے اکبر اور جہانگیر جیسے فرعون ناکام ہوئے تھے اور اسلامی قوتوں کو اسلامی طاقتوں کو اور اسلام کے خیر خواہ عناصر کو ویسی ہی کامرانی نصیب ہوگی جو آج سے 400 سال پہلے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور بزرگوں کی دعاؤں سے نصیب ہوئی تھی اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو خدا کرے ہم اگلے سال پھر اسی جذبے سے اور زیادہ اچھے حالات میں زیادہ اچھے ماحول میں جبکہ اسلام سربلند ہو، ملت اسلامیہ کے مسائل حل ہوں، اور بش جیسے لوگ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہوں اور اسامہ جیسے مجاہد سرخرو ہوں ہم اس دن کے منتظر ہیں جب ہم اکٹھے ہو کر ایسی ساری خوشخبریاں سنیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب جمیل اطہر سرہندی سیکرٹری جنرل حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی نے مندرجہ ذیل قراردادیں پیش کیں جو اتفاق رائے سے منظور کی گئیں

قراردادیں

۱۔ برصغیر پاک و ہند میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دوقومی نظریہ کے بانی تھے اور مملکت خداداد پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آئی۔ اس لئے یوم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرکاری طور پر منایا جائے۔

۲۔ پاکستان میں مقیم نوے فی صد مسلمان فقہ حنفی کے مقلد ہیں اس لئے پاکستان میں آئین فقہ حنفی کے مطابق مرتب اور نافذ کیا جائے۔

۳۔ تعلیمات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نظریہ پاکستان کے تحفظ اور فروغ کی ضامن، عشق رسول سے مربوط اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے اتحاد و ترقی کی ضامن ہیں۔ اس لئے تعلیمات مجددیہ کو ریڈیو اور ٹی وی پر نشر اور ٹیلی کاسٹ کیا جائے۔

۴۔ مکتوبات امام ربانی علم و تصوف کا خزینہ ہیں۔ ان کی ترویج و اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے اس لئے مکتوبات امام ربانی کے تراجم اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں کرنے کا اہتمام اور ترویج و اشاعت سرکاری سطح پر کی جائے نیز بلاد اسلامیہ میں ان کی اشاعت کا انتظام بھی کیا جائے۔

۵۔ تعلیمات مجددیہ پر ریسرچ اور مخطوطات کو ضائع ہونے سے بچانے کیلئے مجدد الف ثانی اکیڈمی کا انعقاد عمل میں لایا جائے۔

۶۔ مکتوبات امام ربانی کو جس طرح پنجاب یونیورسٹی کے ایم۔اے عربی کے نصاب میں شامل کیا گیا ہے اسی طرح پاکستان بھر کی تمام یونیورسٹیوں کے ایم۔اے عربی اور ایم۔اے اسلامیات کے نصاب میں شامل کیا جائے۔